
ہفت روزہ
پریم ساگر



۲۰ اگست تا ۲۶ اگست ۱۹۸۹ء
جلد ۱ شمارہ ۴

قیمت ۵ روپے .... سالانہ ۲۲۵ روپے

سرفراز خان پبلشر نے اسد محمود پرنٹنگ پریس
تو المنڈی راولپنڈی سے چھپوا کر
C152 17B تلہ گنگ روڈ چکوال سے شائع کیا۔

اس شمارے میں



سکول کی عمارت کو مکمل کیا جائے

مکرمی! ہم آپ کے ہفت روزہ پریم
گر کے ذریعے چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل چکوال
ی.سی چکوال، ممبر قومی اسمبلی فوزیہ بہرام
صوبائی اسمبلی، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زنانہ
وال سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے گاؤں
ضع حطار یونین کونسل کلر کہار میں ایک
نمنٹ گرلز پرائمری اسکول کی عمارت ڈیڑھ
سال قبل تعمیر کی جا رہی تھی جس پر تقریباً ۲
کھ روپیہ خرچ ہوا ہے لیکن نامعلوم وجوہات
بناء پر کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے مذکورہ
رت ۴ کمروں پر مشتمل ہے قیمتی کھڑکیاں اور
دروازے عارضی طور پر لگائے گئے تھے جو کہ گر
ہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت شاید محکمہ
تعلیم کے حوالے نہیں کی گئی ورنہ اس کی یہ حالت
یرتی قومی نقصان ہو رہا ہے جو کہ ایک شہری کے
ناقابل برداشت ہے اہل دیہہ حطار کی درخواست
کہ ادھوری عمارت کی طرف فوری توجہ فرما
اس عمارت کو بچایا جائے اس موسم برسات
مذکورہ عمارت گرنے کا خدشہ ہے۔

اہلیان حطار تحصیل و ضلع چکوال

موضع بھگوال کے مسائل

بھگوال ضلع چکوال کا معروف گاؤں
ہے جو کہ منڈے سے ۱۱ کلومیٹر کے فاصلے
پر واقع ہے یہاں نہ کوئی ڈسپنسری ہے اور
نہ ویٹرنری اسپتال ہے ہمارے گاؤں سے
تین کلومیٹر کے فاصلے پر موضع راجھا میں ڈو
ڈسپنسری موجود ہے لیکن ہم محروم ہیں ارباب
اختیارات سے اپیل ہے کہ بھگوال کو ڈسپنسری
ویٹرنری سنٹر اور بجلی کی سہولت مہیا کیا جائے۔

سونا محمد یوسف ساکن بھگوال
ضلع چکوال

واٹر سپلائی کی خستہ حالت

مکرمی! ہم اہلیان دولہہ ضلع کونسل کے ارباب اختیار خاص کر ممبر ضلع کونسل، یونین کونسل دولہہ کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہیں کہ لاکھوں روپے سے تیار کردہ واٹر سپلائی ہونے کے باوجود دولہہ گاؤں کے لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں کنوؤں کی کھدائی اور صفائی اشد ضروری ہے ہم چیئرمین یونین کونسل اور ممبر ضلع کونسل سے اپیل کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ہماری تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے کنوؤں کی صفائی اور دیوار کا بندوبست کیا جائے۔

اہلیان موضع دولہہ معرفت نمائندہ پریم ساگر نیلہ

منصور حیات ٹمن اور فوزیہ بہرام اپنا وعدہ پورا کریں۔

مکرمی! ہم آپ کے جریدہ کی وساطت سے گذارش کرتے ہیں کہ ایم این اے منصور حیات ٹمن اور ایم پی اے مسز فوزیہ بہرام حالیہ انتخابی مہم کے سلسلے میں ۸ نومبر ۱۹۸۸ء کو موضع گھگھ میں منعقد ہونے والے جلسۂ عام میں موضع گھگھ میں دلوانے کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک اس سلسلے میں ان کی طرف سے کوئی پیشرفت نہیں ہوئی حالانکہ موضع گھگھ کے پاس سے گذر کر نارنگ کو بجلی مل رہی ہے لیکن اس گاؤں کا کوئی پرسان حال نہیں ہم اپنے دونوں رہنماؤں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنا وعدہ پورا کریں۔

محمد نواز شریف ممبر انجمن رفاہ عامہ گھگھ۔

مکرمی۔ جنرل بس اسٹینڈ چکوال کے تمام دیہاتوں کے علاوہ صوبہ کے تقریباً بڑے شہروں تک بس سروس چلتی ہے لیکن اتنے بڑے اور معروف بس اسٹینڈ پر قیامت خیز گرمی سے بچنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے خصوصاً خواتین کو جو پریشانی ہوتی ہے اس کا تصور ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں رہنے والے اور ایئر کنڈیشنڈ کاروں میں گھومنے والے حکام بالا نہیں کر سکتے ڈپٹی کمشنر چکوال سے پرزور اپیل ہے کہ اس دیرینہ بنیادی مسئلے کو ہنگامی بنیادوں پر حل کر کے انسانیت پر رحم فرمائیں اور بس اسٹینڈ پر سایہ کا بندوبست کرائیں۔

صابر حسین صابر ساکن چاولی

موضع فرید کسر میں پبلک کال آفس قائم کیا جائے

موضع فرید کسر کی آبادی تقریباً آٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے زیادہ تر لوگ ملازمت پیشہ ہیں چکوال شہر سے دور ہونے کی وجہ سے اگر گاؤں میں کوئی ایمرجنسی واقع ہو جائے تو ملازمت پیشہ لوگوں کو بروقت اطلاع دینا بہت مشکل ہوتا ہے اس ضمن میں سماجی کارکنان محمد وارث، محمد جہانگیر اور محمد اقبال نے ضلعی متعلقہ حکام سمیت ایم پی اے چوہدری لیاقت علی خان، ایم این اے لیفٹیننٹ جنرل عبدالمجید ملک سے استدعا کی ہے کہ ہمارا جائز مطالبہ پورا کریں۔

مکرمی! موضع رنیال اپنے ضلعی ہیڈ کوارٹر چکوال سے ۲۳ کلومیٹر دور واقع ہے اس گاؤں کی طرف جانے والی لنک روڈ کچی ہے اس کے علاوہ ہمارے پرائمری اسکول کی چاردیواری بھی نہیں ہے میں حلقہ کے منتخب ارکان اسمبلی سے مطالبہ کرتا ہوں کہ موضع رنیال کی لنک روڈ پختہ کی جائے اور اسکول کی چاردیواری تعمیر کرائی جائے۔

ملک فاروق اقبال اعوان گاؤں
رنیال ضلع چکوال

ہماری کون سنے گا؟

موضع فرید کسر ضلع چکوال کا مشہور گاؤں ہے چکوال شہر سے تقریباً ۱۲ کلومیٹر فاصلے پر شمال کی جانب واقع ہے تقریباً آٹھ سال سے فرید کسر لنک روڈ کا حصہ دوم نامکمل ہے تمام آبادی کو سخت تکلیف ہے اگر بارش وغیرہ میں مریض لانا ہو تو سخت پریشانی ہوتی ہے چیئرمین ضلع کونسل ملک سلیم اصغر سے اہلیان فرید کسر مطالبہ کرتے ہیں کہ روڈ کا حصہ دوم جو تقریباً ۵۰۰ گز بنتا ہے مکمل کیا جائے۔

سماجی کارکن محمد وارث فرید کسر۔



صراطِ مستقیم

پروفیسر انور بیگ اعوان

القرآن

اے پیغمبر کے اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کا میل کچیل دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک وصاف کر دے اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔ بے شک خدا باریک بیں اور باخبر ہے۔

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلا کریں تو اپنے مونہوں پر چادر لٹکا کر گھونگھٹ نکال لیا کریں یہ امر ان کے لئے موجب شناخت وامتیاز ہو گا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (الاحزاب ۳۳، ۳۴، ۵۹۔)

الحدیث

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ و مامون نہ ہوں روایت ہے جس جوان نے کسی بوڑھے مسلمان کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم وتکریم کی اللہ تعالےٰ اس کے بڑھاپے کے وقت لوگوں سے اس کی تعظیم وتکریم کرائے گا۔ (مسلم، ترمذی)

نہج البلاغہ

جو حق سے ٹکرائے گا حق اسے پچھاڑ دے گا دل آنکھوں کا صحیفہ ہے تقویٰ تمام خصلتوں کا سرتاج ہے جس ذات نے تمہیں بولنا سکھایا ہے اسی کے خلاف اپنی زبان کی تیزی صرف نہ کرو اور جس نے تمہیں راہ پر لگایا ہے اس کے مقابلے میں فصاحت گفتار کا مظاہرہ نہ کرو تمہارے نفس کی آراستگی کے لئے یہی کافی ہے کہ جس چیز کو اوروں کے لئے ناپسند کرتے ہو اس سے خود بھی پرہیز کرو۔

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

کلام خواجہ حافظ شیرازیؒ

دیدمش دوش کہ سرمست وخراماں میرفت
جام مے برکف و در مجلس رنداں میرفت
ہمچو جاں از برم آں سرو خراماں میرفت
متنفر شدہ از بندہ گریزاں میرفت
چوں ہمی گفتمش اے مونس دیرینہ من
سخت میگفت و دل آزردہ پریشاں میرفت

(ترجمہ) میں نے اس کو کل دیکھا کہ مستی میں خراماں خراماں جا رہا تھا ہتھیلی پر شراب کا جام تھا اور رندوں کی مجلس میں جا رہا تھا وہ خرام ناز سے چلنے والا سرو میری بغل سے جان کی طرح جا رہا تھا خادم سے متنفر ہو کر بھاگا جا رہا تھا جب میں نے اسی سے کہا اے میرے پرانے غمخوار تو اس نے سختی سے جواب دیا اور پریشان دل ہو کر جا رہا تھا۔

ارشادات صوفیاء

جب مخلوق کے ہمراہ زندگی بسر کرنا بارِ خاطر محسوس ہونے لگی تو خدا سے انس حاصل ہو جاتا ہے موت کو عزیز رکھنے والا خدا کے سوا کسی کو دوست نہیں رکھتا مفہوم توکل یہ ہے کہ صبح کو شام کا اور شام کو صبح کا تصور باقی نہ رہے (حضرت ابو حفص خراسانیؒ) جس کو خدا سے محبت نہ ہو وہ ابد تک وحشت رہتا ہے متقی تارک الدنیا ہوتا ہے۔

(حضرت احمد مسروقیؒ)

پنجابی عارفانہ کلام

۵۔ دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ مہانے ہو
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگوں تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو سوئی رب پچھانے ہو

(حضرت سلطان باہوؒ)

ترجمہ: عارفان اہل اللہ کے دل تو ایسے گہرے دریا ہیں جو کہ سمندروں سے بھی زیادہ گہرے ہیں جیسا کہ دریا کے اندر کشتیاں جھگڑے ملاح وغیرہ موجود ہیں اسی طرح عارف کامل کے دلوں میں تمام کائنات موجود ہے چودہ طبقات (کل کائنات) عارف کامل کے دل میں سمائے ہوئے ہے جہاں پر حضرت عشق نے اپنے خیمے گاڑ دیئے ہیں اے باہو! جو کوئی دل کے راز کا محرم ہو وہی رب تعالیٰ کو پہچانتا ہے۔

فکرِ اقبال

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے
معلوم نہیں مجھ کو ترے احوال کہ میں بھی
مدت ہوئی گزرا تھا اسی راہگذر سے
الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟

اداریہ

ضلع چکوال کی تاریخ کی تدوین کا منصوبہ

چکوال اپنی مخصوص ہیئت اور مزاج کے اعتبار سے منفرد خصوصیات کا حامل علاقہ ہے یہاں سے جو سکے اور نوادرات برآمد ہو رہے ہیں ان کے پیش نظر اس علاقہ کی تاریخی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج تک اس علاقہ کے تاریخی پس منظر کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور نہ ہی یہاں کی تاریخ کو مدون کرنے کا سوچا گیا محکمہ آثارِ قدیمہ نے بھی اس علاقے کو قابل اعتنا نہ سمجھا حالانکہ "وادیٔ سون" کی تہذیب ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی تہذیب سے زیادہ قدیم ہے قدیم حملہ آور قوتوں کی گذرگاہ ہونے کے سبب یہ علاقہ جنگجویانہ طبیعت اور مزاج کا حامل علاقہ بن گیا اور آنے والی قوموں نے اس علاقے کے لوگوں کو دفاعی ضرورتوں تک محدود رکھا پاکستان بننے کے بعد اس علاقے سے اسی ضرورت کو پورا کیا جاتا رہا اور غالباً کسی دوراندیشی کے سبب یہاں کی پسماندگی اور یہاں کے تہذیبی اور ثقافتی ورثہ کو قابل اعتنا نہ سمجھا گیا کسی حکمران طبقے پر کیا شکایت ہو سکتی ہے جب کہ اس سرزمین کے بعض قابل قدر سپوت بھی یہاں کی اہم اور تاریخی ضرورتوں پر توجہ نہ دے سکے لیکن بھلا ہو ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی کا کہ آپ نے یہاں کی تاریخی اور تہذیبی ورثہ کو یکجا کرنے پر توجہ دی اور ایک کمیٹی قائم کر دی جو اس کی نگرانی کرے گی اور تاریخ کو مدون کرنے کی ذمہ داری اٹھائے گی یہ کام اگرچہ بہت پہلے شروع ہو جانا چاہیئے تھا لیکن مقامی اہل علم اور اہل ذوق کی قحط الرجالی نے اس کام کو شروع نہ کرنے میں بھی ایک کردار ادا کیا ہے جو لوگ اس قابل تھے انہیں معاشی ضرورتوں نے کسی دوسری جگہ بودوباش رکھنے پر مجبور کر دیا یوں یہ کام طویل سے طویل تر ہوتا گیا اس کام کے لئے ڈاکٹر صاحب نے پروفیسر نثار جمیل پرنسپل بیر بھلاہی کالج کا انتخاب کیا اور پروفیسر صاحب مزید چند اہل قلم کا انتخاب کیا اس طرح اس کام کا خاکہ تیار کرنے کے لئے پہلا اجلاس ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی کی صدارت میں ان کے دفتر میں منعقد ہوا جس کا ابتدائی خاکہ تیار کیا گیا خدا کرے یہ کام اپنے تکمیلی مراحل کی طرف بخیر و خوبی بڑھ کر چکوال کی اہم ضرورت کو پورا کرے تاکہ آنے والی نسلیں اس علاقے کی تاریخی اہمیت کو جان سکیں اور اس علاقہ کے تاریخی کردار سے بھی واقف ہو سکیں جو کہ بنی نوع انسان کی تاریخ میں کوہستان نمک اور وادیٔ سواں نے ادا کیا۔



قومی زاویہ

پنجاب کا مارشل علاقہ

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد اسلم

گذشتہ سے پیوستہ

تعلیم:۔ کسی علاقے کی خوشحالی اور ترقی کا حقیقی پیمانہ لوگوں کی تعلیم اور شرح خواندگی ہوتے ہیں چونکہ انگریز اپنی فوجی بھرتی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اس خطے کو پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ رکھنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے یہاں کے لوگوں کو تعلیم سے محروم رکھا آزادی سے پہلے اس سارے خطے میں سوائے گارڈن کالج اور راولپنڈی کے ایک انٹر کالج کے اور کوئی کالج نہ تھا بعد کے برطانوی دور میں لارڈ میکالے کی پالیسی کی بنیاد پر (تاکہ برِاعظم کے لوگ اچھے شہری بن سکیں اور برطانوی کلچر اپنا سکیں) انگریزوں نے ضلع اور تحصیل کی سطح پر ایک آدھ اسکول کھولنے کا فیصلہ کیا پہلی جنگِ عظیم کے بعد تو ہندوستانی سپاہیوں کو جدید ہتھیاروں کی سکھلائی کی خاطر تعلیم کی ضرورت اور نمایاں ہوگئی چنانچہ تعلیم کے سلسلہ میں بلجیم مشن ہائی اسکول ڈلوال کا ذکر لازم ہے یہ اسکول ۱۹۰۱ میں قائم کیا گیا اور بعد کے دور میں جب کالوں کیلئے کمیشن کے دروازے کھل گئے تو اس اسکول کے اکثر طالب علموں نے فوج میں کمیشن حاصل کیا اور بڑے نمایاں عہدوں تک پہنچے اسی طرح اس خطے میں ایک اور اسکول کنگ جارج رائل ملٹری اسکول جہلم قائم کیا گیا جہاں پنجاب اور سرحد کے اکثر فوجیوں کے بچوں کو داخلہ ملتا ان دونوں صوبوں کے بے شمار فوجی عہدے داروں اور افسروں نے تعلیم اسی اسکول سے حاصل کی ان اسکولوں کے علاوہ مراعات یافتہ خاندانوں کے بچوں کیلئے کوئٹہ اور کراچی کے گرامر اسکول اور ڈیرہ دون کا RIMC انگریزی اسکول قائم کیا گیا لیکن جہاں تک اعلیٰ تعلیم کا تعلق ہے انگریز نے پالیسی کی بنیاد پر یہاں اس کا کوئی انتظام نہ کیا اور نہ لوگوں کے پاس وسائل تھے کہ وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلواتے اس لئے آزادی سے پہلے اس خطے کے شاید چند ایک نوجوانوں کو ہی اعلیٰ تعلیم کا موقع میسر آیا ہو

تاریخی پس منظر:۔

اس خطے کی جغرافیائی حدود اربعہ کی وجہ سے اس کی تاریخ پر گہرے اور پرآشوب اثرات مرتب ہوئے تاریخ کے اوائل دور سے ہی حملہ آور فوجوں کا گزر یہاں سے ہوا جن میں آریائی، ستھین اور ایرانی شامل ہیں ان کے بعد یونانی بادشاہ سکندرِ اعظم حملہ آور ہوا محمود غزنوی نے ۱۰۰۶ عیسوی میں ملتان پر حملہ کرنے سے پیشتر اس علاقے پر حملہ کیا اس وقت ملتان کا گورنر ابو فتح داؤد تھا اس پر چڑھائی سے پہلے محمود نے بھیرہ کے راجہ کو مدد کیلئے کہا پہلے تو وہ راضی ہوگیا لیکن بعد میں مکر گیا محمود نے اس پر چڑھائی کردی اور بعد میں ابو فتح داؤد کو شکست دی اس وقت بھیرہ کا راستہ اٹک، کلر کہار، کروی، احمد آباد سے گزرتا تھا محمود کے بعد آنے والے تقریباً سارے بادشاہ اسی خطہ سے گذر کر ہندوستان پر حملہ آور ہوئے چونکہ بادشاہوں کی راجدھانی دلی یا لاہور ہوا کرتی اس لئے اس علاقے کی حیثیت ایک لشکری گذرگاہ یا عسکری خطہ کے طور پر ہی قائم رہی۔

بابر بادشاہ اپنے مخالفوں کی سرکوبی کے لئے کابل سے باجوڑ پر حملہ آور ہوا تو وہاں سے اسے بھیرہ جانے کا خیال ہوا کوہستان نمک پر اس وقت تک ہست جنجوعہ کی عملداری تھی بابر نے اسے ساتھ ملایا اور بھیرہ پہنچ گیا اس کا گذر کلر کہار اور کردلی سے ہوا کلر کہار میں اس نے باغ لگوایا بھیرہ پہنچ کر بابر نے ابراہیم لودھی کو پیغام بھیجا کہ دلی کے تخت پر چونکہ تیمر کوں کا حق ہے اس لئے وہ اسے خالی کردے تخت بغیر طاقت کے خالی نہیں ہوتے بابر کے پاس فوج کم تھی وہ واپس کابل چلا گیا

اگلی بار دس ہزار گھڑسوار لے کے وارد ہوا اس خطے کے لوگوں کو ساتھ ملایا اور ابراہیم لودھی کی ایک لاکھ کے قریب فوج کو پانی پت کے میدان میں ۱۵۲۶ میں شکست دی

اس خطے نے کئی بڑے حملہ آوروں کے خلاف ڈٹ کر لڑے۔ وہ سکندرِ اعظم کے خلاف دریائے جہلم کے کنارے صف آرا ہوئے جہاں راجہ پورس کو شکست ہوئی اسی طرح انہوں نے انگریزوں کے خلاف چلیانوالا کے مقام پر دو جنگیں لڑیں، دوسری مرتبہ یہاں سے پسپائی کے بعد وہ مرگلہ کی پہاڑیوں پر انگریز سے نبرد آزما ہوئے جہاں انگریز جرنیل نکلسن زخمی ہوا لیکن ذات پات اور برادریوں کی تقسیم کی وجہ سے یہاں کوئی مضبوط حکومت قائم نہ ہوسکی ہندوستان کے بادشاہوں کی راجدھانیاں دلی یا لاہور میں ہوتیں جس کی وجہ سے یہ خطہ سلطنت کا دور دراز کا سرحدی علاقہ تصور کیا جاتا اور حکمران اس کی پسماندگی اور اجڑے رہنے کو ہی راجدھانی کی سلامتی کا راز سمجھتے۔ شیر شاہ سوری جو ایک اعلیٰ منتظم اور رعایا کے حق میں خیر خواہ تھا اس نے راجدھانی اور سلطنت کے دفاع کے لئے رہتاس کا قلعہ بنایا اور اس سے شمال مغرب کا سارا حصہ جس میں زیادہ تر یہ عسکری خطہ آتا ہے اسے بغیر

دفاع اور سرکاری انتظام سے خالی رکھا انگریزوں نے بھی اپنی ہندوستان کی سلطنت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس خطے سمیت شمال مغربی سرحدی صوبے تک کے بیشتر علاقے کو پسماندہ رکھا تاکہ ان کی سلطنت شمال مغربی حملہ آوروں سے محفوظ رہے لیکن اس خطے کی بدترین بد حالی اور بدبختی کا وقت سکھا شاہی دور میں آیا سکھوں کی حکومت نے اس خطے کی معیشت اور سماجی و ثقافتی بنیادوں کو تباہ و برباد کر دیا سکھا شاہی دور کے ظلم و ستم اور لوٹ مار کی داستانیں اب بھی زبان زد عام ہیں بڑے بوڑھے سناتے ہیں کہ سکھ سپاہی گاؤں میں گھس کر ضرورت کی ہر چیز لوٹ لیتے، کھانا کم ہونے کی صورت میں بچوں کے ہاتھ سے اور توے کے اوپر پڑی روٹیاں چھین لیتے مال مویشی اور بھیڑ بکریاں ہانک کر لے جاتے، عورتوں کے سر پر سے گھڑے اتار کر توڑ دیتے۔

انگریزی دور:۔

انگریزوں کی ہندوستان میں آمد اور قبضے سے پہلے ہی مغلوں کی سلطنت کا زوال شروع ہو چکا تھا شاہی خاندانوں کی عیش پرستی اور تن آسانی نے ان سے سلطنت کے انتظام اور دفاع کی صلاحیت سلب کر لی خوشامدیوں اور حواریوں کی سازشیں دربار کو دیمک کی طرح اندر اندر کھا گئیں دور دراز کے علاقے چھوٹے سرداروں کی لڑائیوں اور مار دھاڑ کی آماجگاہیں بن گئے باقی کسر سکھا شاہی نے نکال دی پنجاب کا یہ خطہ چھوٹی چھوٹی برادریوں میں بٹ کر پسماندگی کی انتہا کو پہنچ گیا ہندوستان کا بیشتر حصہ مغلوں کے کنٹرول سے نکل گیا حملہ آوروں کے ظلم و استبداد سے عوام الناس کی حالت بد سے بدتر ہو گئی معاشی بدحالی عروج کو پہنچی اور سماجی انصاف اور ہم آہنگی ناپید ہو گئے اور یوں ہندوستان کی سرزمین سامراجی قبضے کے لئے تیار ہوتی گئی جو انگریزوں کی مٹھی بھر فوج نے آسانی سے جما لیا۔

ہندوستان پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے انگریز نے یہاں ایک جاگیردارانہ نظام رائج کیا اپنے حواریوں کو لگان اکٹھا کرنے کا اختیار دے کر انہیں بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں اور عوام پر مسلط کیا وہ لوگ جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر کے انگریز کی حکمرانی قائم کرنے میں مدد کی انہیں ریاستوں کا نواب بنا دیا گیا ان نوابوں کی اکثریت نے ۱۸۵۷ کی جنگ میں انگریز کی بڑھ چڑھ کر مدد کی اور یوں تقریباً اگلی ایک صدی تک انگریز بلاشرکت غیرے یہاں سیاہ سفید کے مالک ٹھہرے۔

انگریزوں نے چلیانوالا اور مرگلہ کی لڑائیوں میں مشاہدہ کیا کہ اس خطے کے لوگ بڑے جفاکش سخت جان اور ہمت والے تھے انہیں فوجی سکھلائی اور ڈسپلن سے بہت مفید سپاہی بنایا جا سکتا ہے یہ سارا علاقہ پہلے ہی حملہ آوروں کی لوٹ مار اور سکھا شاہی کی درندگی سے بیزار تھا روزگار اور معاش کے ذرائع تباہ ہو چکے تھے لوگ ذاتوں اور برادریوں میں بٹ چکے تھے نہ کوئی منظم حکومت رہی اور نہ کوئی ایسا سربراہ تھا جو انہیں متحد کر سکتا انگریز نے امن بحال کیا تو فوجی ملازمت کا راستہ ہی نجات کا راستہ بنا اس سے ایک تو اجڑے ہوئے گھروں میں امن و امان بحال ہوا دوسرا کچھ نہ کچھ آمدنی کا ایک ذریعہ نکل آیا برصغیر کے سارے ہی دور دراز پسماندہ اور اجڑے ہوئے خطوں میں یہی صورت پیدا ہوئی اہل برطانیہ کے لئے ہندوستانی فوج کی اکثریت میں یہی لوگ شامل ہوئے پنجابی مسلمانوں کی طرح اس وقت کی فوج میں پٹھان، مرہٹے، جاٹ، سکھ، گڑھوالی، گورکھے اور بیشمار ایسے اور سپاہی شامل ہوئے۔

عدم مساوات اور ناہمواری:۔

پاکستان بننے کے بعد یہاں مختلف خطوں میں معاشی ناہمواری اور غیر مساوی ترقی اسے برطانوی راج کے طویل دور کے بعد ورثے میں ملی پاکستان کے اپنے حکمران بھی انگریز کے نقش قدم پر چلتے رہے چند بڑے شہروں اور بڑی شاہراہوں کے نزدیک تو کچھ کارخانے لگے اور ترقی ہوئی بڑے بڑے غیر ملکی قرضوں سے حکمرانوں اور مراعات یافتہ طبقات کے لئے جدید شہری سہولتیں، تعلیمی ادارے، ہسپتال، لائبریریاں اور کئی سیر و تفریح کے لوازمات بنائے گئے لیکن پاکستان کی دیہی آبادی کو بری طرح نظر انداز کیا گیا متروکہ املاک کی الاٹمنٹ، بڑی بڑی جاگیروں کی نوازش اور بے شمار دیگر سرکاری مراعات سے حکومتوں نے اپنے حواریوں کو نوازا اس کے برعکس دیہی عوام پر حکومت میں پسماندگی کی گہرائیوں میں لڑھکے گئے نہ ان کے لئے تعلیم کی سہولتیں اور نہ روزگار کے مواقع کراچی، لاہور اور اسلام آباد جیسے دارالخلافوں میں روزگار کے مواقع اکثر سماجی، ثقافتی اور زبان کے رشتوں پر دیئے گئے پاکستان کا جاگیردار اور دولتمند امیر سے امیر تر ہوتا گیا اور بے زمین بے روزگار کی حالت بد سے بدتر ہوتی رہی یوں معاشی ناہمواری اور سماجی تنزل بڑھتے رہے مختلف صوبوں، فرقوں اور لسانی گروہوں میں نفرت کی آگ بھڑکنے لگی مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا المیہ سماجی و معاشی نامساوی ترقی نتیجہ تھا اس کے اوپر مشرقی پاکستان پر مغربی پاکستان کے سیاسی و فوجی تسلط نے جلتی کا کام کیا۔

پاکستان پہلے بھی قومی یکجہتی کی شکست و ریخت کا شکار ہو چکا ہے جس سے ملک کے دو ٹکڑے ہوئے اب پھر صوبائی تعصبات قومی یکجہتی پر ضربیں لگا رہے ہیں پنجاب بڑا صوبہ ہے پاکستان کی فوج کی اکثریت پنجاب سے ہے اور پاکستان کا دارالخلافہ کراچی سے منتقل ہو کر اسلام آباد (جو پنجاب میں واقع ہے) آیا تھا ان وجوہ کی بنا پر چھوٹے صوبوں میں بدگمانی پیدا ہوئی ہے اس لئے یہ سیاستدانوں اور مختلف سطح کے حکمرانوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں اپنے ضمیر (اگر وہ زندہ ہے تو) کی آواز سنیں سیاست کو مکروہ کاروبار اور دولت سمیٹنے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ پاکستان کے غریب عوام خاص کر دیہی کسانوں، ہنرمندوں اور کاریگروں کی روز افزوں بگڑتی ہوئی مالی و معاشی حالت کو سدھارنے کی کوشش کریں اگر لیڈر عوام سے ووٹ بٹورنے کے ہتھکنڈے جانتے ہیں تو وہ یہ نہ بھولیں کہ عوام ان کی چالیں نہیں سمجھتے غریب عوام کی معاشی حالت بدلنے اور انہیں ظلم و جبر سے نجات دلانے میں ہی حکمرانوں کی بھی نجات

باقی صفحہ ۲۶ پر

چکوالیات

پیپلز پارٹی کا جلوس خود پیپلز پارٹی کی توقعات سے زیادہ تھا

بسین نے کی ڈائری

۲۹ر جولائی چکوال میں پیپلز پارٹی نے "یوم احتجاج" منانے کا اعلان کیا تھا اور یہ اعلان صرف ایک ہفتہ پہلے کیا گیا تھا عوامی رابطہ کے لئے اگرچہ پانچ چھ دن ناکافی تھے لیکن پارٹی ورکروں کا روائتی جوش و جذبہ ایک بار پھر امڈ آیا تھا جو ہمیشہ کی طرح ایک سیلاب کی طرح نمودار ہوتا رہا۔

تلہ گنگ سے بسوں، ویگنوں، سوزوکیوں اور کاروں پر مشتمل ایک جلوس ملک غلام جیلانی اختر ضلعی صدر پیپلز پارٹی کی قیادت میں تحصیل چوک کی طرف بڑھ رہا تھا چلچلاتی دھوپ میں بسوں اور ویگنوں کی چھتوں پر سوار شریک جلوس افراد کی نعرہ بازی اندر کی گرمی کا احساس پیدا کر رہی تھی لوگوں میں پارٹی سے اختلاف اور ناپسندیدگی کے باوجود جلوس کی کامیابی کا بھرپور اعتراف پایا جاتا تھا اور بعض سوچنے والوں کے ذہنوں پر یہ سوال بار بار ابھر رہا تھا کہ اگر واقعی پارٹی کی مقبولیت کا یہ حال ہے تو پھر چکوال میں پارٹی بری طرح کیوں ناکام رہی؟۔

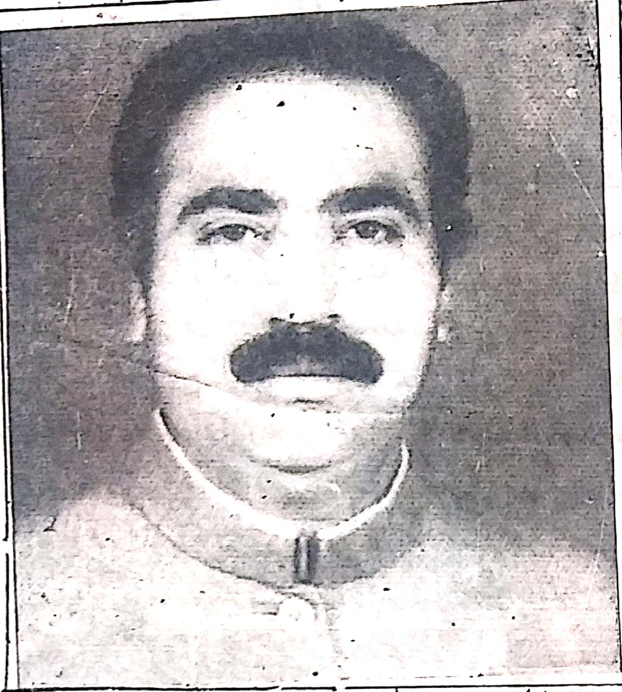
جلوس تحصیل چوک پر پہنچ کر جلسے کی صورت میں تبدیل ہو گیا لیڈروں نے تقریریں کیں پنجاب گورنمنٹ اور مقامی انتظامیہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور وارننگ دی گئی کہ اگر پارٹی ورکروں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کا سلسلہ بند نہ ہوا تو وہ راست اقدام سے بھی گریز نہیں کریں گے،

مقررین میں سردار غلام عباس نے سیاسی مہارت اور خطابت سے ہجوم کو بہت متاثر کیا ہم کر اور توجہ کے ساتھ ان کی تقریر سنی گئی سٹیج سیکرٹری کے فرائض مقبول ہاشمی جنرل سیکریٹری ضلع پیپلز پارٹی سرانجام دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ نعرہ بازی بھی کر رہے تھے سردار غلام عباس نے جب تقریر کا آغاز کیا تو راجہ نذر حسین ممبر ڈسٹرکٹ کونسل اسٹیج پر آ گئے مائیک سردار غلام عباس سے لے کر تقریر کرنا چاہی۔ اسی دوران ذرا افراتفری کی صورت بھی پیدا ہوئی صورت حال کو معمول پر لانے کے لئے مقبول ہاشمی نے مائیک سنبھال لیا اور جوش و خروش سے نعرے لگانے شروع کر دیئے تاکہ سامعین کو متوجہ کیا جا سکے انہوں نے نعرہ لگاتے ہوئے مقامی انتظامیہ کو خبردار کیا کہ اگرچہ بلیک مارکیٹنگ آٹا [illegible] گھی، اور دوسری ضروری چیزوں کی چوربازاری بند نہ کی گئی تو ہم سخت کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائیں گے وغیرہ، وغیرہ چنانچہ اس کے بعد راجہ نذر حسین نے تقریر شروع کر دی اور ڈسٹرکٹ کونسل کی ناانصافیوں اور انتقامی کارروائیوں پر روشنی ڈالی، ایپیزمنٹ کے بعد دوبارہ سردار غلام عباس کو مائیک دے دیا گیا اور انہوں نے تقریر کرتے ہوئے ملک عبدالمجید اور فوزیہ بہرام کو متنبہ کیا کہ وہ منفی سیاست چھوڑ دیں لوگوں نے انہیں اس لئے کامیاب نہیں بنایا تھا کہ وہ تعمیری کام کرنے کے بجائے تھانے کی سیاست اختیار کریں گے اور ہم بھی اس لئے خاموش رہے کہ ممکن ہے کہ وہ شرافت کی سیاست پر آ جائیں لیکن آٹھ نو مہینے گذر جانے کے باوجود منفی سیاست کو ابھی تک نہیں چھوڑا گیا مقامی انتظامیہ کو انہوں نے گھٹیا کاموں کے لئے استعمال کیا اور ہم انتظامیہ کو بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ آپ لوگ عوام کے خادم ہیں اتفاق فونڈری کے ملازم نہیں ہیں اس لئے عوام کے خلاف ظالمانہ رویہ ختم ہونا چاہیئے۔

تمام مقررین کا لب و لہجہ سخت تھا البتہ ملک غلام جیلانی اختر صدر پی پی ضلع چکوال اور سردار غلام عباس نے نہایت سلجھے ہوئے پرجوش تقریریں کیں انتظامیہ سے زیادہ منتخب ممبران کو تنقید کو نشانہ بنایا۔

یہ مظاہرہ اور احتجاج اگرچہ مقامی ناانصافیوں کے خلاف ہوا تھا لیکن ایسا لگتا تھا کہ پنجاب گورنمنٹ کے خلاف کسی مہم کا آغاز ہے غالباً اسی بنا پر سردار غلام عباس نے دوسرے اضلاع کی پی پی کی قیادت کو قرارداد کے ذریعے پیغام دیا کہ انہیں بھی چکوال کی پیروی کرنا چاہیئے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو انہیں ہماری طرف سے چوڑیوں کے تحائف بھیج دیئے جائیں گے۔

ہر کھلاڑی کو اپنی اپنی جگہ پر کھیلنا چاہیئے



فاؤل کھیلنے والوں کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ ٹیم ہار نہ جائے

لوگ ہماری چٹخارے دار باتوں کی وجہ سے ہمیں ووٹ نہیں دیتے بلکہ ذاتی کردار اور راہنمائی عملی کاروائیوں کو مدِنظر رکھا جاتا ہے

چکوال کے مقبول راہنما اور پارلیمانی سیکرٹری چوہدری لیاقت علیخان سے ملک فداءالرحمٰن کی ملاقات

چوہدری لیاقت علی خان

نے پاکستان مسلم لیگ کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا موجودہ پنجاب اسمبلی میں ایم پی اے ہیں اور آجکل حال ہی میں انہیں ایک اور اہم ذمہ داری سونپی گئی ہے ان کو پارلیمانی سیکریٹری برائے لائیوسٹاک مقرر کیا گیا ہے چوہدری لیاقت علی خان گذشتہ ۲۰ سال سے سیاست میں ہیں انہوں نے ۱۹۵۰ء میں چکوال شہر کے مرکز میں آنکھ کھولی ابتدائی پرائمری تعلیم میونسپل کمیٹی اسکول سے حاصل کی اس کے بعد میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی اسکول چکوال سے پاس کیا ایف اے گورنمنٹ ڈگری کالج چکوال سے کرنے کے بعد سیاست میں آ گئے اور اب تک سیاست میں ہیں سیاسی سفر کا آغاز ۱۹۷۰ء میں کالج کے الیکشن سے شروع کیا ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ کالج چکوال کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے اور انہیں سیاست کا شوق پیدا ہوا وہ دن رات کالج کے طلباء کے مسائل حل کرانے میں مصروف رہتے بلکہ انہوں نے غریب بچوں کے لئے کافی فنڈز وغیرہ کا بندوبست کرایا لائبریری میں زیادہ سے زیادہ کتابیں فراہم کرنے کے لئے انہوں نے کئی دفعہ پرنسپل سے مذاکرات کئے اور اپنے زیادہ تر مطالبات کامیابی کے ساتھ منوا لئے چوہدری لیاقت علی خان نے اپنی ساری سیاست اپنے ذاتی کردار اور دوستوں کی مدد اور مشورے سے کی ان کے دوست ان کے سگے بھائیوں سے بھی زیادہ مخلص ہیں اور یہی ان کی کامیابی کی جڑ ہیں ان کے دو چھوٹے بھائی چوہدری صادق علی خان اور چوہدری ان کی کامیابی کی جڑ ہیں ان کے دو چھوٹے بھائی چوہدری صادق علی خان اور چوہدری سعادت علی خان بھی سیاست میں ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں ان کے والد محترم کو سیاست سے کوئی خاص دلچسپی نہیں وہ زیادہ تر وقت اپنے گھریلو کام کاج پر صرف کرتے ہیں۔

لیاقت علی خان ضلع چکوال کے وہ واحد امیدوار ہیں جو آج تک کوئی الیکشن نہیں ہارے کالج کے الیکشن کے بعد دو دفعہ انہوں نے بلدیہ چکوال کا الیکشن لڑا اور بڑی واضح اکثریت سے کامیابی حاصل کی ۱۹۸۵ء میں غیر جماعتی الیکشن میں حصہ لیا تو مقابلے میں چھ امیدواروں کے مجموعی ووٹ ملا کر بھی ان سب سے تین گنا زیادہ ووٹ تھے جب کہ ان کے پیچھے کوئی سیاسی جماعت نہ تھی کوئی وڈیرا نہیں تھا حالیہ الیکشن میں وہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر الیکشن لڑے اور چکوال سے پیپلز پارٹی کے امیدوار سے ۲۱ ہزار ووٹ زیادہ حاصل کئے اور چکوال کے ممتاز صنعت کار اور آزاد امیدوار چوہدری محمد علی خان سے ۱۶ سولہ ہزار ووٹ زیادہ حاصل کئے چوہدری لیاقت علی خان کے ٹوٹل ووٹ ساڑھے چونتیس ہزار بنتے تھے جب کہ ان کے مخالف دونوں امیدواروں کے ووٹ ملا کر اکتیس ہزار بنتے تھے انہوں نے بڑی نمایاں کامیابی حاصل کی اور ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی الیکشن سے ۱۰ ہزار ووٹ زیادہ حاصل کئے اس کا مطلب ہے کہ چوہدری لیاقت علی خان نے سیاست میں کامیابی حاصل کی ہے اور مسلسل کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں ان سے ایک انٹرویو نمائندہ پریم ساگر نے کیا جو حاضر خدمت ہے۔

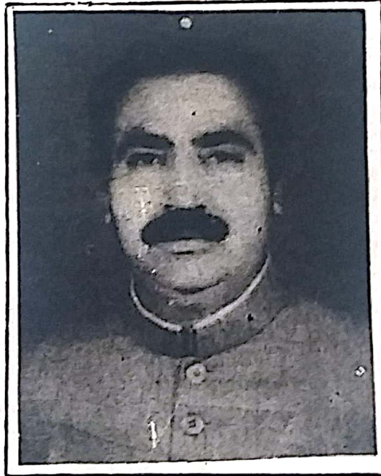
سوال: چوہدری صاحب آپ نے پڑھائی کے بعد اپنے آپ کو سیاست کی طرف کیوں موڑ لیا کیونکہ یہ سفر تو بڑا خطرناک اور رسکی ہوتا ہے آپ نے فوجی آفیسر یا C.S.P آفیسر بننا کیوں نہ پسند کیا۔

چوہدری لیاقت: ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا پڑھ لکھ کر کوئی بڑا افسر بنے اور یہی خواہش میرے والدین کی بھی تھی لیکن ۱۹۷۰ کے الیکشن میں جب میں کالج کا جنرل سیکرٹری بنا اور مجھے کالج کے ان غریب طلباء سے واسطہ پڑا جو فیس اور کتابوں کا خرچ برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دیتے ہیں یا پھر صرف پانچ دس فیس معاف کرانے کے لئے یونین عہدے داروں کے اور پرنسپل صاحب کے دفتر کے بیس، بیس چکر لگاتے تھے اور ان کے یہ الفاظ ہوتے کہ اگر یہ فیس معاف ہو جائے تو ہم پڑھ سکتے ہیں اور کتابیں بھی وہ سیکنڈ ہینڈ خریدتے ہوں کو آدھی قیمت پر مل جاتی تھیں تو اس وقت مجھے احساس ہوا کہ ہمارے علاقے کے لوگ کن مشکل اور کٹھن حالات سے گذر رہے ہیں اور میں جب کبھی کسی طالب علم کی فیس معاف کرا لیتا یا اس کو کہیں سے کتابیں دلوا دیتا تو مجھے نہایت ہی دلی سکون اور خوشی محسوس ہوتی اور میری ہر وقت یہ کوشش اور خواہش ہوتی کہ میں کسی کا کام کروں اور یہی خواہش مجھے سیاست میں لے آئی میں نے دل کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ زندگی کا لطف اسی میں ہے جو غریبوں کی خدمت میں گذاری جائے

اپنے لئے جئے تو کیا جئے
تو جی اے دل زمانے کے لئے

سوال: سیاست میں آنے کے بعد آپ نے سیڑھیوں کے ذریعے آنا پسند کیوں کیا یعنی پہلے الیکشن بلدیہ کا اور پھر صوبائی اسمبلی کا الیکشن آپ نے ڈائریکٹ ہی صوبائی یا قومی اسمبلی کا الیکشن کیوں نہ لڑا

چوہدری لیاقت: دراصل میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ لوگ مجھے کہاں تک پسند کرتے ہیں اور میں کتنے لوگوں کے کام کر سکتا ہوں بلدیہ کا الیکشن میں نے جس حلقے سے لڑا وہ پورے چکوال شہر سے غریب علاقہ تھا ان لوگوں نے مجھ پر اعتماد کیا مجھے بے پناہ کامیابی حاصل ہوئی اور میں نے دن رات کوشش کر کے ان لوگوں کے کام بھی کروائے اسی وجہ سے ان لوگوں نے آج میری مدد فرمائی اور انہی لوگوں کے حوصلے اور پشت پناہی پر میں نے صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑا انہوں نے ایک بات زور دے کر کہی کہ میں نے آج تک کبھی کوئی فیصلہ ذاتی طور پر نہیں کیا میں نے کالج کا الیکشن لڑا دوستوں کے مشورے پر بلدیہ کا الیکشن لڑا دوستوں کے مشورے سے اور پھر اب دو دفعہ صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑ چکا ہوں وہ بھی دوستوں کے مشورے سے اور میری زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہی میرے دوست ہیں جنہوں نے کبھی بھی مجھے تنہا نہیں چھوڑا ان



دوستوں کی وجہ سے ہی میں اپنے آپ کو چکوال کا سب سے بڑا سرمایہ دار سمجھتا ہوں اتنے مخلص دوست انسان کے لئے بڑا سرمایہ ہوتے ہیں مالی دولت میرے پاس نہیں ہے اور نہ ہی میں چکوال کا کوئی بڑا جاگیر دار ہوں لیکن میرے عوام کا اور گہرے دوستوں کا اتنا سرمایہ ہے کہ میں چکوال کے کسی بھی سیاستدان سے زیادہ امیر ہوں۔

سوال: آپ نے چکوال کو ایک نئی سیاسی سوچ دی ہے آپ نے سیاست کو نہایت مشکل کر دیا ہے کہ کسی وقت وہ خود ہی تنگ آ کر یہ سب کچھ چھوڑ دے گا اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟۔

جواب: ملک صاحب میں نے پہلے عرض کی ہے کہ کوئی زیادہ سرمایہ دار کا بیٹا نہیں ہوں مجھے یہ عزت یہ مقام عام لوگوں کی وجہ سے ملا ہے انہوں نے مجھے اتنی عزت دلوائی ہے تو میں کیوں نہ ان کی عزت کروں اور پھر ایک اور بات یہ بھی ہے کہ غریبوں کے سینے میں بھی دل ہوتا ہے وہ بھی ہر خوشی اور دکھ محسوس کرتے ہیں ان لوگوں کے کام ہوتے ہیں تو میرے پاس آتے ہیں ورنہ اس مشینی دور میں ٹائم کس کے پاس ہے کہ کسی کے گھر جا کر کوئی اپنا وقت برباد کرے اور میں جب اتنے لوگوں کو اپنے گھر یا اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھتا ہوں تو خوش ہوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے ان لوگوں کی خدمت کرنے کی توفیق دی اور جن لوگوں کے کام میرے ذریعے ہو جاتے ہیں وہ مجھے اپنی دعاؤں سے نوازتے ہیں جب تک انہوں نے مجھے یہ عزت دی مجھے اپنے نمائندے کے قابل سمجھا تو میں انشاء اللہ اسی طرح ان کی مدد کرتا رہوں گا لوگ میرے پاس آتے ہیں اگر وہ دھوپ پر کھڑے ہوں تو میں بھی دھوپ پر کھڑا ہوتا ہوں اگر وہ زمین پر بیٹھیں تو میں بھی زمین پر بیٹھتا میں نے آج تک اپنے آپ کو سردار چوہدری یا نواب نہیں سمجھا اور نہ ہی میرے پاس آئے ہوئے لوگوں کو گھنٹوں گھنٹوں میرے دروازے پر انتظار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اگر میں چکوال میں ہوتا ہوں تو ہر وقت اپنے دوستوں اپنے ووٹروں اور اپنی قوم کو ملتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے گیٹ پر کوئی دربان یا سنتری نہیں بٹھایا ہوا جو عوام کو مجھ تک آنے سے روکے یا جس سے لوگوں کو میری ملاقات کے لئے ٹائم لینا پڑے ہر شخص ہر وقت اور ہر جگہ مجھے مل سکتا ہے۔

سوال: چوہدری صاحب ایک افواہ عام ہے کہ ضلع چکوال کی تمام سیٹیں ایک امیدوار کی اچھی اور جذباتی تقریروں کی وجہ سے جیتی گئی ہیں اس میں کہاں تک صداقت ہے؟

چوہدری لیاقت : میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کیوں کہ اب ہماری عوام باتوں یا تقریروں میں آ کر ووٹ نہیں دیتے بلکہ وہ ذاتی کردار اور امیدوار کا حسن سلوک بھی دیکھتے ہیں اگر صرف تقریروں پر ووٹ ملتے تو آپ دیکھ لیں کہ پاکستان میں بڑے بڑے اچھے مقرر الیکشن ہار گئے ہیں پھر یہ اندازہ لگائیں کہ پچھلے الیکشن میں تو میرے لئے تقریریں کسی نے نہیں کی تھیں اس الیکشن میں بھی میں بھاری اکثریت سے جیتا تھا اور اب بھی جو ووٹ ملے ہیں اور میری رات دن کی محنت کا صلہ ہیں آپ دونوں کا موازنہ کر کے دیکھ لیں کہ کسی نے کتنے ووٹ حاصل کئے ہیں یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ مسلم لیگ بلکہ آئی جے آئی نے ایک گروپ بن کر اور جہاد کی طرح الیکشن لڑا ہر شخص نے نہایت مخلص طریقے سے پارٹی قوانین کی پابندی کرتے ہوئے الیکشن لڑا جنرل عبدالمجید ملک صاحب نے ہمارے ساتھ ایک سربراہ کی حیثیت سے کام کیا ہمیں اب بھی ان کے مشوروں کی جگہ جگہ پر ضرورت پڑتی ہے ہم ان کا بہت احترام کرتے ہیں ان کے کسی ووٹر کا کوئی بھی کام ہو تو میں میجر سلیم اصغر اور محترمہ اپنا کام سمجھ کر کرتے ہیں۔

سوال : ضلع کونسل چکوال آپ کے ترقیاتی کاموں میں آپ کے ساتھ کہاں تک تعاون کرتی ہے۔

چوہدری لیاقت : میں سمجھتا ہوں کہ ضلع جہلم اور اب ضلع چکوال کی تاریخ میں اتنا محنتی، مخلص، دیانتدار اور خوش اخلاق چیئرمین نصیب نہیں ہوا وہ دن رات چکوال کی ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں بلکہ وہ ہمیں ساتھ ملا کر چلتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب ایک ٹیم کے ممبر ہیں اور یہ چکوال کی سب سے اچھی ٹیم ہے جو اتنی محنت اور لگن کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

سوال : چوہدری صاحب آپ نے فرمایا کہ ہماری ایک ہی ٹیم ہے لیکن ٹیم کے ہر کھلاڑی کی اپنی اپنی جگہ مخصوص ہوتی ہے سنٹر فارورڈ اگر فل بیک یا گول کیپر کی جگہ پر آ کر کھیلنا شروع کر دے تو کیا وہ ٹیم ہار نہیں جاتی۔

جواب : بالکل ہر کھلاڑی کو اپنی اپنی جگہ پر کھیلنا چاہیئے اور اپنی پوری قوت اور ذمہ داری کے ساتھ کھیلنا چاہیئے ورنہ صرف یہ نہیں کہ وہ کھلاڑی بلکہ پوری ٹیم اور پوری قوم ہار جاتی ہے۔

سوال : اگر آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہر کھلاڑی کو اپنی سائیڈ اور اپنی جگہ پر کھیلنا چاہیئے تو پھر فوزیہ بہرام کی سائیڈ تو مڈ فیلڈ ہے انہوں نے رائٹ آؤٹ سے آ کر سنٹر فارورڈ کی سائیڈ پر کھیلنا شروع کیا ہوا ہے کیا یہ ٹیم کے لئے خطرناک نہیں ہے؟۔

چوہدری لیاقت : میں نے پہلے عرض کر دی ہے کہ ہماری ٹیم کے سربراہ جنرل عبدالمجید ملک ہیں ہم آپس میں ایک دوسرے کو کچھ نہیں کہہ سکتے شاید محترمہ مجھ سے بہتر سمجھتی ہوں کھلاڑیوں کی سائیڈ تبدیل کرنا صرف اور صرف ٹیم کپتان کا کام ہوتا ہے اس سوال کا جواب مجھ سے بہتر جنرل عبدالمجید ملک دے سکتے ہیں۔

سوال : جنرل صاحب اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں چکوال سے پھر الیکشن میں انہیں کوئی مشکلات تو پیش نہیں آئیں گی؟۔

چوہدری لیاقت : بالکل نہیں کیوں کہ وہ اسلام آباد میں بیٹھ کر چکوال کی بہتری کے لئے جو کام کر سکتے ہیں وہ یہاں بیٹھ کر نہیں کر سکتے یہاں کے کام کرنے کے لئے ہم جو بیٹھے ہیں جنرل صاحب کے ووٹر اور دوست اگر میرے پاس آتے ہیں تو میں اپنے کاموں سے زیادہ ان کے کاموں کو اہمیت دیتا ہوں اگر میجر سلیم اصغر کے پاس چلے جائیں تو وہ بھی اسی طرح اُن کے کام کرتے ہیں جنرل صاحب سے روزانہ نہیں تو دوسرے تیسرے دن ٹیلیفون پر بات ہوتی رہتی ہے اگر ہمیں کوئی مشکل پیش آئے ہم انہیں اطلاع کرتے ہیں اور وہ چکوال آ کر ہماری پوری پوری رہنمائی فرماتے ہیں بلکہ آئندہ کے لائحہ عمل کے لئے بھی ہمیں گائیڈ لائن دے کر جاتے ہیں جہاں تک اگلے الیکشن کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ضلع چکوال میں ان سے اچھا کوئی امیدوار نہیں وہ ایک مرکزی لیڈر ہیں پچھلے الیکشن میں میرے اور ان کے درمیان غلط فہمیاں ڈالنے کی کوشش کی گئی لیکن جنرل صاحب کی اعلیٰ ظرفی اور میرے دل میں ان کی بے پناہ عزت کی وجہ سے دشمنوں کی کوئی چال کامیاب نہ ہو سکی۔

سوال : آپ کو پارلیمانی سیکریٹری برائے لائیو اسٹاک مقرر کیا گیا ہے اس میں آپ اپنے حلقے کے لوگوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔

چوہدری لیاقت : اس کے لئے میں نے حکومت سے اچھا خاصہ روپیہ منظور کروایا ہے اور زمینداروں کو جو ڈیری فارمز وغیرہ بنانے میں دلچسپی رکھتے ہیں ان کو آسان شرائط پر قرضے دلوائے جائیں گے اور فارمز بنانے والوں کی زمین میں میں خود جا کر نگرانی بھی کیا کروں گا اور مویشیوں کے ڈاکٹرز بھی وہاں اکثر و بیشتر چکر لگا کر ان کی دیکھ بھال کیا کریں گے مجھے تو پتہ بھی نہیں تھا کہ مجھے پارلیمانی سیکریٹری بنایا جا رہا ہے مجھے جب پتہ چلا تو میں خود میاں نواز شریف کے پاس گیا اور میں نے عرض کی کہ اگر میرا کوئی اور دوست دلچسپی رکھتا ہو یا اگر میرے سیکریٹری بننے پر ناراض ہوتا ہو تو آپ بے شک اس کو بنا دیں لیکن میاں صاحب نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے آپ کے آرڈر ہو چکے ہیں آپ ہی اس عہدے پر کام کریں گے میں ان کے حکم کے سامنے انکار نہ کر سکا اور اس دن سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہوں

نمائندہ پریم ساگر میں نے چوہدری لیاقت علی خان سے انٹرویو کے دوران نہایت چبھتے ہوئے سوال کئے اور کئی جگہ پر ایسی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی جس میں ہر سوال پر مجھے شک ہوتا تھا کہ یا تو چوہدری صاحب اٹھ کر میرے گلے پڑ جائیں گے یا پھر مجھے کم از کم اپنے گھر سے ضرور نکال دیں گے لیکن میرے سوالوں کا جواب جتنے حوصلے، بردباری، عقلمندی اور صبر و تحمل کے ساتھ انہوں نے دیئے ہیں ان کے حوصلے کی داد دیتا ہوں بلکہ صرف یہ نہیں میرے ساتھ ایک اور صحافی اور دانشور جن کا تعلق بھی ضلع چکوال سے ہے اور راولپنڈی، اسلام آباد کی اخباروں میں لکھتے ہیں میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے سارے انٹرویو کے دوران وہ چپ کر کے بیٹھے رہے اور ہم دونوں

باقی صفحہ [illegible] پر

شہ پارے

ملک فداء الرحمن

• مرتضیٰ بھٹو کی دوسری بیوی پاکستان پہنچ گئی (ایک خبر)
ست بسم اللہ جی آیاں نوں ۔

• پیپلز پارٹی میں اوالیس ڈی کی تعداد حد سے تجاوز کر گئی۔ شیخ رشید احمد
شیخ صاحب کچھ دن صبر کرو ابھی تو میں نے بھی درخواست دی ہوئی ہے ۔

• غلام سرور چیمہ نے سیلاب سے متاثرہ علاقہ کا فضائی معائنہ کیا (ایک خبر)
زیادہ پانی دیکھ کر آنکھیں بند کر لی ہوں گی ۔

• میں سرحد میں پیپلز پارٹی کی حکومت ختم کرانے میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کرنے کیلئے آیا ہوں۔ محمد خان جونیجو
اپنے حلقۂ انتخاب کے ورکروں کی بھی تنظیم نو کر لیں پرانے ورکر تو آپ کو پہچانیں گے بھی نہیں ۔

• سرحد کابینہ میں مزید ۳ وزراء شامل کئے جائیں گے ۔
شیر پاؤ کچھ نظر کرم ہم پر بھی، ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں

• امریکہ میں بھی کرکٹ کو متعارف کرایا جانا چاہئے۔ عمران خان ۔
خان صاحب! میرے خیال میں تو کرکٹ کو ساتویں آسمان تک متعارف ہونا چاہئے آپ کی رو سیاہ گئی ہیں

• ضیاء الحق کا مشن پورا کیا جائے گا۔ اعجاز الحق
ضیاء الحق کا مشن جھوٹ کے علاوہ اور کیا تھا جو آپ پورا کریں گے ؟

• کسی قسم کا فکر اندیشہ نہ کریں رہائی کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ فضل حق کو جونیجو کی یقین دہانی
یہی بات بھٹو کے ہمدرد اس کو جیل میں بتاتے رہے تھے ۔

• لڑائی اب ایوان سے نکل کر لاڑکانہ میں لڑی جائے گی۔ اعجاز الحق
خدا کیلئے لڑائی کیلئے اکھاڑہ شاہ فیصل مسجد میں نہ بنا لینا ۔

• صوبائی وزیر صحت ملک سلیم اقبال نے سول اسپتال ڈسکہ کے ایم ایس سمیت ۹ ڈاکٹروں کو معطل کر دیا (ایک خبر)
موجاں ہو گیاں اب اسپتال کی بلڈنگ کو بطور ریسٹ ہاؤس استعمال کریں ۔

• جونیجو سے جتوئی کی ملاقات سرحد کی سیاست پر تبادلۂ خیال (ایک خبر)
— دونوں ایک دوسرے کو مل کر شرمندہ تو ہوتے ہوں گے کاش! یہ اپنے حلقۂ انتخاب کی سیاست پر بھی تبادلۂ خیال کرتے ۔

• سندھ میں انسانیت نزع کے عالم میں ہے اور حکمران مزے لوٹ رہے ہیں۔ عبد الستار نیازی
سندھ کی اس حالت پر جتنا ارمان آپ کو ہے وہ بھی سب کو پتہ ہے ۔

• فیصل آباد میں ۲۷ علماء کے داخلے پر پابندی (ایک خبر)
ان علماء کو اپنی اتنی بے عزتی کے باعث توبہ تائب ہو جانا چاہئے مگر کہاں بیچارے ایسا کریں گے ۔

• پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر چکوال کا دورہ کریں گے ۔ (ایک خبر)
کبھی وزیر اعظم کی کار کا رخ بھی ادھر موڑ دیں چکوالیے دعائیں دیں گے ۔

غزل

سارا شہر بلکتا ہے
پھر بھی کیسا سکتہ ہے

ہر کوئی تصویر نما
دُور خلا میں تکتا ہے

گلیوں میں بارُود کی بُو
یا پھر خون مہکتا ہے

سب کے بازو تیغ بستہ
سب کا جسم دہکتا ہے

ایک سفر وہ ہے جس میں
پاؤں نہیں دل تھکتا ہے

تیرا بچھڑنا جانِ غزل
شہرِ غزل کا مقطع ہے

(احمد فراز)

سقراط کے سامنے زہر کا پیالہ دھرا تھا اور اس کے شاگردوں کا رنج و غم سے برا حال تھا۔ وہ زار و قطار رو رہے تھے۔ سقراط نے بڑے تحمل کے ساتھ شاگردوں کو رونے سے منع کیا۔ ایک شاگرد نے کہا۔
استادِ محترم! ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے کیونکہ آپ بے گناہ مارے جا رہے ہیں
سقراط نے درشتی کے ساتھ کہا۔
"کیا تو یہ چاہتا ہے کہ گناہگار ہو کر مارا جاؤں"۔ پھر ایک لمحہ کے بعد اس نے زہر کا پیالہ اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔

سرورق

یہ سیاسی لوگ "خدمت" اور "خادم" کے نعرے سے کامیاب ہوتے ہیں اور آقا بن بیٹھتے ہیں

ہمارا کلچر ہمارا تعارف ہے۔ ہم اپنے لباس سے اپنے رہن سہن سے دوسروں کو متاثر کریں نہ کہ دوسروں کی نقالی کر کے

ثمر من اللہ سے نمائندہ پریم ساگر کی خصوصی ملاقات

سابق ایم۔ این۔ اے کی سیاستدان بیٹی

ثمر من اللہ کو پچھلے تین سالوں سے میں جانتا ہوں لیکن سب سے زیادہ متاثر میں اس لڑکی سے ۔ اپریل ۱۹۸۸ کو ہوا جس دن اہلیان راولپنڈی و اسلام آباد پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی اوجڑی کیمپ کا واقع رونما ہوا تھا اس وقت ان کی ماں بیگم بلقیس نصر من اللہ ایم این اے تھیں انہوں نے اوجڑی کیمپ کا دورہ کیا شیر دل ماں کی شیر دل بیٹی ثمر من اللہ جو اس وقت کالج کی صدر تھیں اپنی ماں کے ساتھ تھیں انہوں نے جس جذبے اور محبت کے ساتھ اجڑے ہوئے لوگوں کی مدد کی اس کی مثال نہیں ملتی اس وقت بڑے بڑے لوگوں کا جسم کانپتا تھا اس طرف سے گذرنا بھی محال تھا لیکن یہ دونوں ماں بیٹی ایک ایک انچ جگہ پر گئیں اور صرف یہ نہیں کہ دورہ کر کے واپس آگئیں بلکہ وہاں کے لٹے پٹے لوگوں کو ان کے حقوق بھی حکومت سے دلوائے تمام ہسپتالوں میں جا کر ایک ایک زخمی کی عیادت کی ایک ایک کے غم اور تکلیف کی باتیں سنیں اور ان کی ہر ممکن مدد کی ثمر پریس پبلسٹی کی اتنی شوقین نہیں ہیں لیکن مجھے چونکہ وہ بڑا بھائی کہتی ہیں یہی وجہ ہے کہ میں نے جب انٹرویو کے لئے ٹیلیفون کیا تو فوراً انہوں نے میری درخواست قبول کر لی اور اگلے ہی صبح گیارہ بجے اپنی گھر آنے کی دعوت دے دی دوسرے دن ٹھیک ٹائم پر بمعہ فوٹوگرافر میں ان کے گھر پہنچا تو ثمر اپنے محل نما گھر میں ہمارا انتظار کر رہی تھی انٹرویو کے دوران ثمر نے تین زبانوں میں بات کر رہی تھیں ان کے نوکر چاکر لے کر آنے تو ان کو چینی وغیرہ کی ہدایات پشتو میں دیں ہمیں انٹرویو اردو میں دیا اور کسی جگہ انٹرویو کے دوران انگریزی کا سہارا بھی لے لیا کرتیں تھیں ثمر من اللہ پیپلز پارٹی کی مشہور خاتون اور سابق ایم این اے بیگم بلقیس نصر من اللہ کی بیٹی ہیں وہ اپنی ماں ہی کی طرح نہایت بہادر شیر دل اور نڈر لیڈر ہیں اسلام آباد کے ہر کالج اور یونیورسٹی میں بطور اچھی لیڈر ان کو یاد کیا جاتا ہے ثمر من اللہ بلوچستان کے سابق چیف سیکریٹری اور سابق رائس ملنگ کارپوریشن کے چیئرمین نصر من اللہ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں آپ اس وقت قائد اعظم یونیورسٹی کی طالبہ ہیں ان سے پریم ساگر کے لئے تفصیلی انٹرویو کیا گیا جو نذر قارئین ہے۔

سوال:۔ ثمر پہلے تو آپ اپنی تعلیم کے متعلق بتائیں کہ آپ نے اب تک کہاں تک پڑھا ہے اور کہاں کہاں پڑھا ہے۔

ثمر من اللہ: دیکھیں جی ہم زیادہ تر اپنے والد صاحب کے ساتھ رہتے تھے ان کی ٹرانسفر ہوتی رہتی تھی اور ہم بھی ان کے ساتھ ساتھ اسکول بدلتے رہتے تھے لیکن زیادہ تر میں نے کانونٹ اسکول میں پڑھا ہے پہلے پشاور اور اس کے بعد کوئٹہ کا نونٹ اسکول میں، میٹرک میں نے اسلام آباد سے کیا اور پھر بی اے بھی میں نے ایف جی کالج 2۔7۔ جی سے پاس کیا اور اب قائد اعظم یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہوں۔

سوال:۔ پڑھائی کے دوران کیا کبھی یونین یا دوسری سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے؟

ثمر من اللہ:۔ اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک یونین میں کچھ نہ کچھ حصہ لیتی رہی ہوں کبھی کلاس ریپ ہوتی تھی کبھی جنرل سیکریٹری اور صدر بھی رہی ہوں بلکہ 2۔7۔ جی کالج میں فائنل ایئر کے دوران جب کالج کی صدر تھی اور یہ میرا دور سب سے سنہری دور تھا میں نے کالج کے لئے کافی کام کیا اور مجھے اپنے کالج کے علاوہ باقی کالجوں میں بھی کافی شہرت ملی

سوال:۔ اب آپ یونیورسٹی میں کون سے مضمون پڑھ رہی ہیں۔

ثمر من اللہ: آج کل میں یونیورسٹی میں انتھرپالوجی



پڑھ رہی ہوں اس میں سیکنڈ سمسٹر میں نے کر لیا ہے اور اسی میں ایم ایس سی کرنے کا پروگرام ہے۔

سوال:۔ ثمر یہ انتھریالوجی کافی مشکل مضمون معلوم ہوتا ہے۔

ثمر من اللہ:۔ (نہایت زوردار قہقہہ لگا کر) نہیں جی نہیں اس کا صرف نام مشکل ہے جو بھی سنتا ہے پہلے ہی کہتا ہے کہ یہ تو کافی مشکل ہوگا لیکن یہ اتنا مشکل نہیں ہے صرف توجہ کی ضرورت ہے۔

سوال:۔ اپنے مضمون کے متعلق اپنے ملک کے لوگوں کو کچھ بتائیں گی کہ آپ نے اس کو کیوں پسند کیا اس میں آپ کو کیا فائدے نظر آئے؟

ثمر من اللہ:۔ انتھریالوجی لوگوں کو زیادہ تر اس لئے پسند نہیں ہوتا کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں زیادہ سکوپ نہیں ہے اب جس طرح ہماری یونیورسٹی میں ایم بی اے سب سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے اس میں اگر کسی کو کوئی ذرا سی بھی دلچسپی نہ ہو تو وہ صرف اس وجہ سے لے لیتے ہیں اس میں تنخواہیں زیادہ ملتی ہیں نوکریاں اچھی ملتی ہیں اس میں دلچسپی نہ ہونے کی وجہ سے وہ طلباء فیل ہوتے رہتے ہیں اپنا وقت برباد کرتے رہتے ہیں لیکن اسی مضمون سے چمٹے رہتے ہیں میرے خیال میں انسان کو صرف وہ مضمون لینا چاہیئے بلکہ وہ کام کرنا چاہیئے جس میں اس کو دلچسپی ہو اس میں وہ بہتر کارکردگی دکھا سکتا ہے ہمارے والدین ہی چھوٹے بچوں کے دلوں میں ایک بات بٹھا دیتے ہیں کہ ہمارا بیٹا تو ڈاکٹر یا انجینئر بنے گا اور اسی میں اس کو داخلہ دلوائیں گے اگر اس میں وہ نہ چل سکے تو اس کی پڑھائی کو فضول سمجھا جاتا ہے۔ اور پڑھائی کے بعد ہر طالب علم اپنے آپ کو اچھے شہر میں سیٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے انتھریالوجی کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے بعد رورل ایریا (دیہاتی علاقہ) کے لئے ہم لوگ کام کرتے بلکہ پڑھائی کے دوران بھی تین ماہ کے لئے ہمیں کسی گاؤں جا کر رہنا پڑتا ہے وہ ہمارے سلیبس کا حصہ ہوتا ہے ان باتوں کا جواب دیتے وقت ثمر من اللہ نے ایک تقریر کے انداز میں مجھے سمجھانے کی کوشش کی انہوں نے کہا کہ جب تک اپنے ملک کے دیہاتوں کو سدھارنے کی کوشش نہیں کریں گے ہمارا ملک ترقی کیسے کرے گا؟۔ مجھے شوق ہے کہ میں دیہاتوں میں جا کر کام کروں اور اپنے ملک کے لئے بہتر سے بہتر کام کر سکوں ہمارے ملک کا ۸۰ فیصد حصہ دیہاتوں پر مشتمل ہے اگر ۸۰ فیصد کو چھوڑ کر صرف اور صرف ۲۰ فیصد پر توجہ دیتے رہے تو پھر آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس ملک کا کیا بنے گا ہم کو دیہاتوں میں جا کر لوگوں کے پرابلم دیکھنے ہوتے ہیں اور ان کا کوئی حل نکالنا ہوتا ہے۔

انتھریالوجی پڑھنے کے بعد یونیسکو اور اس قسم کے جو ادارے ہیں ان میں کام ملتے ہیں جیسے اب افغان مہاجرین کے لئے کام کرنا یا اور کوئی گاؤں میں اسپیشل پروگرام ہوں تو ان کے لئے کام کر سکتے ہیں یہ ساری باتیں اس لئے کر رہی ہوں تاکہ انتھریالوجی پڑھنے کا مقصد واضح کر سکوں دیہاتی علاقہ کی ترقی کی طرف توجہ دے کر اور گاؤں کی ترقی کے کاموں کے لئے دلچسپی لے انہیں ترقی کی شاہراہ پر لایا جا سکتا ہے اور یہ کام انتھریاجسٹ ہی سر انجام دے سکتا ہے

سوال:۔ یہ مضمون اب تک کس کس کالج اور یونیورسٹی میں پڑھایا جاتا ہے۔

ثمر من اللہ:۔ یہ مضمون ابھی تک صرف اور صرف قائداعظم یونیورسٹی میں ہی شروع کیا گیا ہے اور اس کا تجربہ کافی کامیاب رہا ہے میری خواہش ہے کہ دوسری جگہوں پر بھی مثلاً کراچی، کوئٹہ اور لاہور

ناقدرے لوگ

ایک امریکی عورت اپنے گھر کی دوسری منزل پر کھڑکی صاف کر رہی تھی اچانک اس کا پیر پھسلا اور وہ نیچے ڈرم میں جا گری۔ عین اسی وقت ایک سیاح ادھر سے گذر رہا تھا اس نے جو دیکھا تو بولا۔ یہ امریکی بڑے ناقدرے ہیں۔ کار آمد چیزیں بھی کوڑے میں پھینک دیتے ہیں۔

جیسے بڑے شہروں میں بھی اس کو شروع کیا جائے کالج اور یونیورسٹی کے وہ طلباء جو انتھرپالوجی پڑھتے ہوں ان کو چھٹیوں کے دوران تین، تین ماہ کے لئے رورل ایریا میں جاکر کام کرنا چاہیئے اور لوگوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ انہوں نے اپنے تین ماہ کے تجرباتی دورے کا نہایت افسوس کے ساتھ ذکر کیا کہ مجھے اب تین ماہ کے لئے ایک دیہات میں جاکر کام کرنے کا موقع ملا یہ دیہات ضلع سبی (بلوچستان) کے نزدیک تھا وہاں کے لوگوں کو سودا سلف خریدنے کے لئے سبی جانا پڑتا ہے وہاں جس شخص کے پاس سائیکل ہو اس کو بہت بڑا سمجھا جاتا ہے اور پھر تعلیمی معیار کا ذکر کرتے ہوئے ثمر من اللہ نے کہا کہ وہاں انگلش مضمون پڑھانے والی ٹیچروں کو خود انگلش نہیں آتی تھی اور مجھے یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا انہوں نے کہا کہ تب ہی تو ہمارا تعلیمی معیار دن بدن گرتا جا رہا ہے۔

سوال: ثمر آپ کالج اور یونیورسٹی کے دوران سیاست میں رہی ہیں الیکشن بھی لڑے آپ صدر یا جنرل سیکریٹری منتخب ہوئیں اور پھر آپ کی والدہ محترمہ سابقہ ایم این اے رہیں اور اب بھی ملک کی سب سے بڑی پارٹی میں شامل ہو کر کام کر رہی ہیں آپ کہہ رہی ہیں کہ انتھرپالوجی پڑھنے کے بعد میں رورل ایریا میں جاکر کام کروں گی اور لوگوں کی خدمت کروں گی پہلا کام سیاست میں آکر بھی الیکشن جیت کر اپنے علاقے کے دیہاتوں کے لئے کیا جا سکتا ہے کیا آپ کبھی سیاست میں آنے کا بھی ارادہ رکھتی ہیں؟

ثمر من اللہ: جہاں تک سیاست میں آکر لوگوں کے کام کرنے اور خدمت کرنے کی بات ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں سیاستدان لوگ صرف اس وقت خدمت کے دعوے اور وعدے کرتے ہیں جب ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا اور جب وہ پاور میں آجاتے ہیں تو خدمت وغیرہ چھوڑ دیتے ہیں پھر وہ صرف کرسی کو مضبوط کرنے اور اپنی پاور کو قابو کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور لوگوں کے کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتے لیکن ایک بات اور بھی ہے کہ خدمت کے لئے ضروری نہیں کہ آدمی سیاست میں آکر ہی کر سکتا ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر فیلڈ میں قوم کی خدمت کی جاسکتی ہے ڈاکٹرز، انجینئر اپنی ڈیوٹی کے لئے قوم کی خدمت کر رہے ہیں اگر اسکول ٹیچرز بچوں کو نہایت ایمانداری کے ساتھ اچھی تعلیم دے رہے ہیں تو یہ سب سے بڑی خدمت ہے صرف فرق یہ ہے کہ دوسرے لوگ خدمت کے نعرے نہیں لگاتے اور سیاستدان ہر وقت خدمت کو بطور ڈھال اور ہتھیار استعمال کرتے رہتے ہیں۔

کالج اور یونیورسٹی کے دوران میں سیاست میں رہی ہوں لیکن بڑے لیول پر مجھے سیاست کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے اور نہ میں نے کبھی اس طرف سوچا ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں بڑے بڑے سرمایہ دار اور جاگیر دار ہیں جو سیاست میں نہیں ہیں ان کو بھی عوام کی خدمت کرنی چاہیئے اور غریب لوگوں کی مدد کرنی چاہیئے۔

سوال: آپ حال ہی میں کینیڈا کا دورہ کر کے آئیں اس کے بعد پھر آپ نے سبی بلوچستان میں اسی پروگرام کے لئے کام کیا اس کے متعلق کوئی تفصیل بتائیں گی؟

ثمر من اللہ: جی کینیڈا کا میرا دورہ تین ماہ کا تھا اس دوران ہم صرف کینیڈا میں ہی رہے ہم پاکستان سے سات لڑکیاں اور چودہ لڑکے سلیکٹ ہوئے تھے یہ ہماری پاک کینیڈا یوتھ فرینڈ شپ نام کی ایک تنظیم ہے اسی کے تحت ہم کینیڈا گئے تھے تین ماہ کا عرصہ وہاں گذارنے کے بعد پھر پاکستان آگئے اور ہمارے ساتھ اسی طرح کینیڈا سے بھی آئے وہ بھی سات لڑکیاں اور چودہ لڑکے تھے۔ اس کام میں شرکت کرنے کے لئے تقابلی اور غیر تقابلی فیلڈ میں جو اچھے لڑکے ہوتے ہیں ان کو بھیجتے ہیں ہمارے اس ٹور کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم وہاں جاکر ان کو پاکستان کے بارے میں کچھ بتائیں وہاں جاکر ہر لڑکے کو کوئی نہ کوئی کام سونپ دیا گیا تھا مجھے وہاں ٹیچنگ کا شعبہ دیا گیا ایک اسکول اور ایک کالج میں تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے لیکچر دینا ہوتا تھا انہوں نے کہا کہ کینیڈا میں کیا بلکہ پوری دنیا میں پاکستان کا امیج کچھ ٹھیک نہیں ہے وہ پاکستانیوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے شاید آپ کو بھی پتہ ہو گا کہ وہ پاکستانیوں کو پاکی کہہ کر پکارتے ہیں ان حالات میں اگر اچھے طالب علم جائیں وہ ان لوگوں کو اپنے کلچر کے متعلق اگر اچھے طریقے سے بتا سکیں تو ان کی پاکستان کے متعلق غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا میں جب اسکول میں لیکچر دیتی تو وہاں ان کے نوجوان کافی زیادہ بدتمیز ہوتے ہیں پہلے پہل تو وہ لیکچر صرف اس وجہ سے نہیں سنتے تھے کہ یہ لیکچر کوئی پاکی لڑکی دے رہی ہے لیکن آہستہ آہستہ پھر وہ ٹھیک ہو گئے بلکہ ان کو پاکستان کے متعلق اس قدر دلچسپی ہو گئی تھی کہ وہ اس پروگرام میں شامل ہونا چاہتے تھے اور پاکستان کو دیکھنا چاہتے تھے ان کے دماغ میں پاکستان کا جو غلط امیج تھا وہ ٹھیک ہو گیا تھا اس کے ساتھ ساتھ وہاں پاکستان کے متعلق اکثر اخباروں میں غلط خبروں کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو پاکستان کے متعلق بہت کچھ جاننے کا موقع ملا وہاں کے تمام بڑے بڑے اخبار میں پاکستان کے لئے میں نے مضامین کو پڑھ کر وہاں

کے لوگوں کے دلوں میں پاکستان کی محبت بڑھی۔

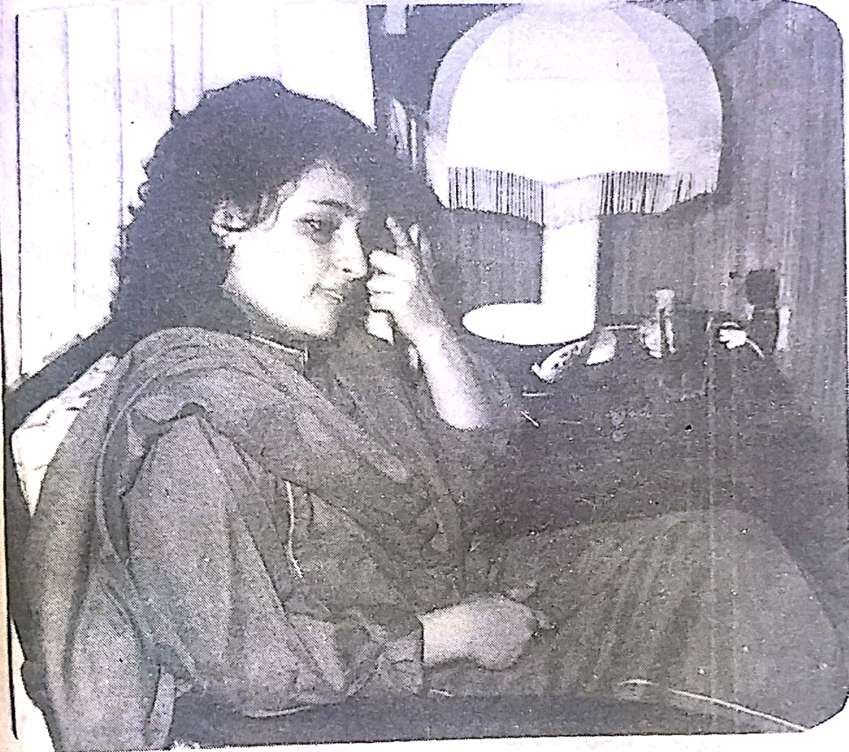
سوال:۔ آپ نے ذکر کیا کہ وہ پاکستانیوں کو اچھا نہیں سمجھتے وہ ہمیں غریب سمجھ کر عزت نہیں کرتے یا کرائمز مثلاً منشیات، سمگلنگ وغیرہ کی وجہ ہے وہ کس وجہ سے پاکستانیوں کو اچھا نہیں سمجھتے؟

ثمر من اللہ:۔ جی یہ کرائمز وغیرہ کی بات نہیں ہے ہمارے اکثر پاکستانی لندن اور امریکہ میں بھی جاتے ہیں وہاں یہ بات مشہور ہے کہ انڈین اور پاکستانی چھوٹے چھوٹے سٹوروں سے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی چرا لیتے ہیں ان گھٹیا حرکتوں کی وجہ سے وہ بدنام ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ اگر کہیں پبلک کال آفس ہو گا تو اس میں سکے نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں یا ایک سکے کو دھاگہ ڈال کر بوتھ میں ہلاتے رہیں گے اور بات کرتے رہیں گے اس قسم کی باتیں کرنے کی وجہ سے وہ بدنام ہو جاتے ہیں اور اپنے ملک کا امیج خراب کرتے ہیں ہر پاکستانی کو یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ اپنے ملک سے باہر جا کر اپنے ملک کی نمائندگی کرتا ہے اگر ایک بھی پاکستانی غلطی کرتا ہے تو پھر اس ملک کے لوگوں کو پورے پاکستان کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے اگر اکا دکا واقع بھی ہو جائے تو پورے ملک کا وقار مجروح ہوتا ہے پاکستانیوں کے اکا دکا تو نہیں ہزاروں ایسے واقعات ہوتے ہیں جس سے ملک کا نام بدنام ہوتا ہے۔

سوال:۔ آپ نے کینیڈا اور پاکستان کے کلچر میں کیا فرق محسوس کیا۔

ثمر من اللہ:۔ اس دورہ سے ہمیں کافی کچھ حاصل ہوا ہے کچھ ان کے معاشرے کی اچھائیاں اور برائیاں پتہ چلیں کچھ اپنی کوتاہیوں کا پتہ چلا ان کی جو سب سے بری بات ہے وہاں آزادی بہت زیادہ ہے چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں ہے بلکہ بڑے بوڑھوں کی تو بالکل عزت نہیں ہے نوجوان سولہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں والدین کو چھوڑ کر کہیں بھی جا سکتے ہیں یہ ان کے آئین میں بھی ہے کہ بالغ بچوں کو والدین پر بوجھ نہیں بننا چاہیئے ان کی سب سے جو اچھی بات ہے کہ وہاں ٹائم کی بہت قدر ہے اور بڑی اہمیت ہے لیکن ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے لوگ وقت کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔

وہاں بوڑھے لوگوں کے لئے ہاسٹل ہوتے ہیں جس میں تمام بوڑھے لوگوں کو داخل کر دیا جاتا ہے اولاد ان کے پاس سالوں کے بعد ہی کہیں چکر لگاتی ہے انہوں نے اپنی زندگی کو اتنا تیز بنا لیا ہے کہ جن والدین نے ان کے لئے سب کچھ کیا ہوتا ہے ان کے لئے ان کے پاس ٹائم ہی نہیں ہوتا حکومت ان بوڑھے لوگوں کے لئے انتظام کرتی ہے۔



سوال:۔ یہ باتیں تو کینیڈا کی تھیں اب ذرا اپنے پاکستان کے دورہ کے متعلق ہمیں کچھ بتائیں گی؟

ثمر من اللہ:۔ مجھے کینیڈا سے زیادہ اپنے پاکستان میں زیادہ مزہ آیا یہ ٹھیک ہے کہ کینیڈا ایک نیا ملک تھا دیکھنے کی نئی چیزیں تھیں پاکستان میں اپنائیت بہت زیادہ، کینیڈا میں کوئی کسی کے لئے کچھ نہیں کرتا لوگ ڈرتے ہیں لیکن یہاں گاؤں میں کام کرتے وقت جس خاندان کے ساتھ بھی ذرا تعلقات ہوں تو وہ اس شخص کو اپنے گھر کا فرد سمجھتے ہیں اس کے علاوہ ہمارے لوگ سخی بہت ہیں وہ اگر کسی کو تحفہ دیں گے تو ایک پن دے دیں گے یا زیادہ سے زیادہ KEY CHAIN دے دیں گے لیکن ہمارے لوگ غربت کے باوجود بڑی سے بڑی چیز تحفے میں دے دیں گے کینیڈین نے خود یہ محسوس کیا تھا کہ پاکستانی لوگ بہت ہی مہمان نواز ہیں وہ لوگ اس بات سے بہت متاثر ہوتے تھے کہ پاکستانی کس طرح اپنے بڑے اور بوڑھوں کی عزت کرتے ہیں ثمر نے سبی کے گاؤں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں لڑکیوں کے اسکول میں، میں نے کھیلنے کے لئے پلے گراؤنڈ اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا اور گراؤنڈ کے گرد پردے کے لئے گارے کی دیوار بھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی ہم خود ایک دوسرے کو گارا اور مٹی پکڑاتے تھے اور لگاتے تھے وہاں اس گراؤنڈ میں ہم نے جھولے وغیرہ بھی لگائے جو اب بھی وہاں موجود ہیں ان لوگوں کے اب خط آتے رہتے ہیں وہ ہم سے بہت خوش ہیں ہم نے ان لوگوں کو خاص طور پر صفائی اور خوراک کے لئے بتایا اگرچہ وہ بہت اچھی خوراک کھا بھی نہیں سکتے لیکن پھر بھی کچھ ہدایات ان کو دیں مثلاً وہ گھی بہت ہی زیادہ کھاتے تھے اس سے ہم نے ان سب کو منع کیا ان کو اکثر ہم ضروری ہدایات دیتے تھے ہماری کچھ لڑکیاں ہیلتھ سنٹر میں بھی کام کرتی تھیں۔

سوال:۔ آپ پاکستان کے کلچر کے متعلق کیا سمجھتی ہیں کیا ہم لوگ اس کو بھول رہے ہیں؟ ہمیں اپنے پرانے کلچر کو برقرار رکھنا چاہیئے یا کہ حالات کے مطابق ڈھل جانا چاہیئے

ثمر من اللہ: پاکستان کا کلچر ہی ہمارا تعارف ہے باہر سے آنے والے ہمارے کلچر سے ہی متاثر ہوتے ہیں مثلاً وہ آکر قالاش ویلی اور چترال جیسی جگہوں پر جاکر متاثر ہوں گے وہاں کے لوگوں کے رہن سہن سے متاثر ہوں گے ان کے لباس سے اور خوراک سے متاثر ہوں گے لیکن اگر آپ ان کو اسلام آباد، لاہور یا کراچی میں لے کر گھومتے رہیں تو ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اس لئے ہمیں اپنا کلچر Maintain کرنا چاہیئے بلکہ حکومت کو بھی اس سلسلے میں مدد کرنی چاہیئے۔

سوال: حکومت اس سلسلے میں کیا مدد کر سکتی ہے؟

ثمر من اللہ: حکومت کو چاہیئے کہ وہ شہروں میں کاٹج انڈسٹریز کو فروغ دے تاکہ دیہاتوں کی چیزوں کی شہروں میں مانگ بڑھے لوگ اس طرف توجہ دیں اور اپنے روایتی لباس پہنیں میں نے باہر ملکوں میں جاکر دیکھا کہ پاکستانی جس ملک میں جاتے ہیں وہاں کے لباس پہن کر اس کلچر میں ڈھلنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی نقل اتارتے ہیں اور اپنے آپ کو بہت فارورڈ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ چیزیں سیکھنے کی نہیں ہوتی ان لوگوں سے اگر سیکھنے کی بات ہے تو وہ محنت ہے وہ لوگ محنت بہت کرتے ہیں ٹائم کی پابندی بہت زیادہ کرتے ہیں اگر ہم ان جیسے کپڑے پہن کر محنت نہیں کریں گے تو فائدہ کیا ہو گا اور اگر اپنا لباس پہن کر بہت زیادہ محنت کریں گے وقت کی پابندی کریں گے تو ہم بہت جلد ترقی کرلیں گے۔

سوال: کیا آپ نے کینیڈا میں اپنے کلچر کو متعارف کرانے کی کوشش کی؟

ثمر من اللہ: جی بالکل، میری ڈیوٹی ہی وہاں اسکول اور کالج میں ہوتی تھی وہاں میں ان کو لیکچر دیتی تھی تو میں نے یہ محسوس کیا کہ ان لڑکیوں اور لڑکوں کو پاکستان کے متعلق کچھ بھی پتہ نہیں تھا بلکہ مجھے دیکھ کر بہت زیادہ حیران ہوتے تھے کہ پاکستانی انگلش بھی بول لیتے ہیں ۱۴ اگست کو ہم نے وہاں یوم آزادی منایا تھا وہاں کے بہت سے لوگوں کو بھی دعوت دی اور میں نے پاکستان کے بارے میں ایک تقریر کی وہاں ہم نے ایک نمائش بھی لگوائی تھی جس میں پاکستانی کلچر کے لباس اور دوسری چیزیں رکھی تھیں۔

سوال: ثمر اب آپ سے کچھ ذاتی سوال پوچھتا ہوں آپ اس وقت کون سی کلاس میں پڑھتی تھیں جب آپ کے والد محترم آپ سے جدا ہو گئے کیا ان کی وفات کے بعد آپ کی زندگی میں کوئی خاص تبدیلی آئی؟ ان کی موت کیسے واقع ہوئی۔

ثمر من اللہ: میں اس وقت آٹھویں جماعت میں پڑھتی تھی جب میرے والد صاحب فوت ہو گئے ان کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا کار ایک تیز رفتار ٹرک سے اس قدر زور سے ٹکرائی کہ وہ حادثہ جان لیوا ثابت ہوا جہاں تک تبدیلی آنے کا سوال ہے تو ظاہر بات ہے کہ والد جیسی عظیم ہستی کے بچھڑ جانے سے ایک ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے اور یہ غم اور افسوس تو ہر سانس کے ساتھ محسوس ہوتا ہے لیکن میری پوزیشن کچھ مختلف ہے کیونکہ والد صاحب کی وفات کے بعد ہماری ماں نے باپ سے بڑھ کر محبت اور شفقت دی اور کسی بھی لمحہ ہماری یہ کمی محسوس نہیں ہونے دی کہ تمہارے باپ نہ ہونے کی وجہ سے یہ نہیں ہو سکتا اور وہ نہیں ہو سکتا بلکہ انہوں نے ہم سب بہن بھائیوں کی خواہش پوری کی والد صاحب کا ہمیں ابھی تک یقین نہیں آتا کہ وہ ہم میں موجود نہیں وہ اپنا نام ہی چھوڑ گئے ہیں کہ ہم جہاں بھی جاتے ہیں ان کی وجہ سے لوگ عزت کرتے ہیں ان کے نام پر عزت ملتی ہے تو میں ان کو اپنے قریب محسوس کرتی ہوں ابھی کچھ عرصہ پہلے میں سبی بلوچستان گئی کوئٹہ بھی گئی تو وہاں کے لوگ ان کو بہت ہی اچھے لفظوں کے ساتھ یاد کرتے تو مجھے باتیں سن کر اپنے والد صاحب پر فخر محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے واقعی زندگی میں اتنے اچھے کام کئے ہوں گے تب ہی تو لوگ ان کو اچھے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔

سوال: ثمر آپ کتنے بہن بھائی ہیں اور کتنے شادی شدہ ہیں۔

ثمر من اللہ: ہم چار بہن بھائی ہیں دو بھائی اور دو بہنیں، بھائیوں کے نام اطہر من اللہ اور اکمل من اللہ ہیں جب کہ بڑی بہن کا نام فوزیہ من اللہ ہے ایک بھائی کی شادی ہو گئی ہے فوزیہ کی ابھی منگنی ہوئی ہے اور ہم دونوں چھوٹے بہن بھائی ابھی پڑھ رہے ہیں۔

سوال: آپ یہاں یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد کیا پاکستان میں کوئی جاب کریں گی یا مزید تعلیم کے لئے ملک سے باہر جائیں گی۔

ثمر من اللہ: تعلیم کے لئے میں انشاء اللہ ضرور باہر جاؤں گی کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ کسی مضمون کو سمجھنے کے لئے صرف ایم ایس سی سے بات نہیں بنتی اور انسان مکمل طور پر اس پر عبور نہیں حاصل کر سکتا دوسرا باہر کے ملکوں میں یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ وہ ہر کام پریکٹیکل کرا کے سکھاتے ہیں جو کہ ہر کام کے سیکھنے کے لئے بہت ضروری ہوتا ہے اس لئے میرا باہر جانے کا ارادہ ہے اللہ کو منظور ہوا تو ضرور جاؤں گی۔

ان باتوں کے ساتھ ہمارا انٹرویو ختم ہوا فوٹو گرافر نے کچھ تصویریں تو انٹرویو کے دوران بنا لیں تھیں اور کچھ انٹرویو کے بعد بنائی گئیں جانے کے دوران عام حالات پر باتیں شروع ہو گئیں تو ثمر من اللہ نے ایک واقعہ سنایا کہ یونیورسٹی میں ایک دن ایک پروفیسر آئے اور آکر کہنے لگے کہ کل تمام لڑکیاں اچھے اچھے کپڑے پہن کر آئیں گی کیونکہ کل منسٹر صاحب تشریف لا رہے ہیں ان کے استقبال کے لئے جانا ہو گا میں نے انکار کر دیا میں نے کہا کہ اگر پڑھائی کے لئے ہمیں اسلام آباد کے ویران پہاڑوں پر بھی چڑھنا پڑا تو چڑھیں گے لیکن ایسا استقبال نہیں کروں گی میرے یہ کہنے کے ساتھ ہی میری باقی کلاس فیلو لڑکیوں نے بھی انکار کر دیا تو اس بات پر ان پروفیسر صاحب نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا اور جان بوجھ کر مجھے نمبر بھی تھوڑے دیتے تھے یہ بات سنا کر ثمر زور سے ہنس پڑیں اور کہنے لگی کہ میں ان پر پھر بھی ناراض نہیں ہوں کیونکہ ان کی سوچ ہی اتنی محدود بیچارے کی ہو گی۔

انٹرویو کے دوران جب میں نے ثمر سے ان کے والد محترم کا ذکر چھیڑا تو مجھے محسوس ہوا کہ اتنے اچھے خوشگوار ماحول میں مجھے یہ بات نہیں پوچھنی چاہیئے تھی کیونکہ ان کا ذکر آتے ہی آنسو ثمر کی پلکوں پر آگئے تھے انہوں نے وہ تمام بات پوری تو کر دی لیکن نہایت مشکل کے ساتھ اور میں

باقی صفحہ ۵۵ پر

انسان

صدیوں پہلے جنگلوں کا باسی تھا درندوں سے اس کا ہر وقت واسطہ تھا بلکہ حیوانوں اور درندوں کا ہم جنس تھا لیکن قدرت کا منشا انسان کیلئے کچھ اور تھا وہ اس کو اشرف المخلوق دیکھنا چاہتا تھا اس لئے اس کی تہذیب اور آپس میں مل جل کر رہنے، انسان کو انسان سمجھنے اور بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کیلئے اپنے خاص بندے اس کی طرف بھیجے جو اس کی رہنمائی کرتے اور تباہی کے راستے کی نشاندہی کرتے اور منع کرتے اس بھلائی اور نیکی کو تسلیم کرانے کے لئے کبھی کبھی سختی کا راستہ بھی اپنانا پڑتا زمانہ نہایت تیزی سے بڑھتا گیا حتیٰ کہ انسان نے اس روئے زمین پر انفرادی طور پر اور اجتماعی حیثیت سے یہ تسلیم کر لیا کہ خود زندہ رہنے کیلئے دوسروں کے زندہ رہنے کو تسلیم کر لیا جائے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے دوسرے کا حق مارا جائے یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے باوجود کبھی کبھی اس پر اجتماعی طور طور پر اور انفرادی حیثیت سے دورے پڑتے ہیں حیوانیت اور درندگی کے دورے جب اجتماعی دورے پڑتے ہیں تو دھماکوں، کلاشن کوف اور ہیروئن کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں اور جب انفرادی درندگی غالب آتی ہے تو غلام مصطفیٰ جیسے بے ضرر شریف اس درندگی کا نشانہ بنتے ہیں کیا کبھی کسی دور میں انسانیت کو یہ غلبہ حاصل ہوگا کہ صرف اور صرف انسان اور انسانی شرافت کا بول بالا ہو؟



غلام مصطفیٰ! جو چند روز پہلے درندگی کا نشانہ بنا۔

کھوتے سُکے خواب

تحریر محمد صفدر جھونگل

ھم نے سنا ہے اور اگر ہم نے سنا ہے تو یقیناً آپ نے بھی سنا ہو ...سوتے ہیں وہ کھوتے ہیں" در اصل اس اردو ...رے کے دو مطلب ہیں اور اس وقت حسب ...رت ہم اس کا دوسرا مطلب ہی لے رہے ...یوں کہ ہمارے خیال میں یہ دوسرا مطلب ہی ... محاورے کا مطلب اول ہے اس خیال ...جہ یہ ہے کہ اگر ہم الفاظ کی ترتیب بدل دیں ...ی مطلب کا فرق نہیں پیدا ہوتا یعنی اس محاورے ...ر ہم یوں کہیں یا بولیں کہ جو کھوتے ہیں وہ سوتے ... تو بھی مطلب ہمارے والا ہی رہے گا اور ہمارے ...یک اس محاورے کا یہی مطلب اول ہے۔

اب آپ پوچھ سکتے ہیں کہ کیا واقعی کھوتے سوتے ہیں تو اس کا حتمی جواب دینے کے لئے تو کسی کمہار کا تجربہ درکار ہے مگر اپنے تجربے کی رو سے ہم اتنا کہہ سکتے ہیں جی ہاں کھوتے بھی سوتے ہیں کیوں کہ ہمارا سب سے بڑا مشغلہ ہی سونا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کے مطلب اول کو درست قرار دیا ہے اور اس راز کا افشا بھی کئی بار کر چکے ہیں کہ جب ہم سوتے ہیں تو پھر خواب بھی دیکھتے ہیں اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کھوتے خواب بھی دیکھتے ہیں اور اب آپ سے کیا پردہ کہ خواب بھی وہ دیکھتے ہیں جو ہمیں نہیں دیکھنا چاہئے یعنی یہ خواب کہ ہم بادشاہ ہیں ہے نا کھوتوں والی بات۔

اسی طرح کا ایک خواب عام غریب پاکستانی بھی دیکھتے ہیں مگر وہ کھوتوں کے خواب سے مشابہ نہیں بلکہ وہ یہ خواب جاگتے میں دیکھتے ہیں اور اس خواب میں "نظام خلافت راشدہ" دیکھتے ہیں آج کا دور فرائڈ کا دور نہیں کہ وہ محض خوابوں کے تجزیات میں زندگی گذار دے اور شعور اور لاشعور کی شعوری یا لاشعوری بحثوں کا آغاز کر دے مگر پھر بھی کسی فرائڈ ثانی کی ہمیں اشد ضرورت ہے جو ہمیں اس کا تجزیہ کر کے دے کہ ایک شخص جب سوتا ہے تو خود بادشاہ بننے کے خواب دیکھتا ہے مگر جب جاگتا ہے تو پھر اس کا یہ خواب ہوتا ہے یعنی غلاً یہ چاہتا ہے کہ بادشاہت ملیا میٹ ہو جائے آخر ان دونوں متضاد خواہشات یا بلکہ یوں کہیں کہ خوابوں میں مقام ارتباط کیا ہے ان میں شعوری کون سا ہے اور لاشعوری کون سا ہے آیا دونوں بے ضرر ہیں یا دونوں خطرناک ہیں۔

ویسے ہمارے خیال میں بادشاہ بننے والا

باقی صفحہ 26 پہ

قومی سلامتی کا تحفظ اور ذرائع ابلاغ

تحریر فاخرہ عزیز

قومی سلامتی کے تحفظ اور فروغ میں ذرائع ابلاغ کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا قومی سلامتی کے تحفظ کے لئے نہ صرف بیرونی طور پر مضبوط پالیسی اور مضبوط دفاع کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ ملک کے اندر عوام کی مثبت اور تعمیری وفکری سوچ بھی انتہائی ضروری ہوتی ہے اور ملک کے عوام اسی وقت ملک کی ترقی وخوشحالی کے لئے کوشش کر سکتے ہیں جب ان کا اپنی حکومت اور اپنے انتظامی اداروں پر اعتماد قائم ہو جب وہ اپنی انتظامیہ پر اعتماد نہیں کرتے ہوں گے تو تعاون کس طرح کریں گے ارباب اختیار کو چاہئے کہ اپنے اداروں کا اعتماد بحال کریں مگر بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ ٹی وی، ریڈیو اور بعض اخبارات اپنے ہی قابل احترام اداروں کا تقدس پامال کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اخبارات مارشل لاء دور کے ظلم وستم کی کہانیاں بڑے شدومد سے شائع کر رہے ہیں اور ٹی۔ وی جیسا میڈیا جو ڈائریکٹ عوام پر اپنا اثر چھوڑتا ہے "نیلے ہاتھ" اور "تپش" جیسے ڈرامے پیش کئے جا رہے ہیں اس لحاظ سے تو ان کا یہ اقدام قابل تعریف ہے کہ انہوں نے حقیقت سے عوام کو روشناس کرانے میں پہل کی ہے مگر حقیقت اور مبالغہ آرائی میں بہت فرق ہے ہمیں کسی سے کوئی اختلاف نہیں ہمیں تو صرف ملکی سلامتی عزیز ہے جب اہل اختیار صاحبان نیلے ہاتھ میں پولیس کا ناروا سلوک دکھاتے ہیں تو انہیں یہ پہلو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ عوام کا ملک کے قابل احترام ادارے کے بارے اعتماد ختم ہو رہا ہے اور اس کے بارے میں عوام کے دلوں میں نفرت پیدا ہو رہی ہے پولیس کے بارے میں دہشت ناکی کا وہ تصور ان ذرائع ابلاغ ہی کی وجہ سے قائم ہو چکا ہے جو ہر شریف شہری پر پولیس کا نام ہی سن کر لرزنے کی صورت میں طاری ہو جاتا ہے حالانکہ یہ ادارے تو خالصتاً عوام کی فلاح و بہبود اور معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے ہوتے ہیں جب عوام ان اداروں سے نفرت کریں گے تو ان کا کیا فائدہ؟۔

ارباب اختیار حضرات کو چاہئے کہ جمہوری حکومت کے دور میں انتظامی اداروں کی ساکھ عوام میں بحال کریں تاکہ عورتوں پر مرد سپاہیوں کا جیل میں لاٹھی چارج دکھا کر عوام کے جذبات ان کے خلاف ابھاریں اور رائٹر حضرات اور پروڈیوسر صاحبان سے بھی گزارش ہے کہ حقیقت لکھنا قابل تحسین اقدام ہے مگر مبالغہ آرائی کے ذریعے حاصل کردہ شہرت کا کوئی فائدہ نہیں آپ لکھیں ضرور لکھیں مگر اس احساس کے ساتھ کہ آپ کا قلم عوام میں ملکی سلامتی کے خلاف تو جوہر پارے نہیں بکھیر رہا کہیں آپ کی کہانی میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے شامل کیا گیا مسالہ تخریبی مسالہ میں تو نہیں ڈھل رہا ترقی یافتہ ممالک کے اندرونی حالات پر نظر ڈالیں وہاں جہاں جمہوریت قائم ہے سیاسی مخالفین سب کچھ کرتے ہیں مگر ملکی سلامتی اور قومی اداروں کے تحفظ پر کوئی آنچ نہیں آنے دیتے ڈر اس وقت کا ہے جب اقتدار کی لڑائی عوام اور ملک کے قومی اداروں کی لڑائی کا روپ بھرلے گی۔

"تپش" جیسے ڈرامے معاشرے کے حساس پہلو کی نشاندہی ضرور کرتے ہیں مگر ساتھ ہی ہمارے نوجوانوں کو لیڈر بننے اور قربانیاں دینے کا درس بھی دے رہے ہیں خود غور فرمانے کا مقام ہے کہ جب ایک نوجوان جیل میں چلا جاتا ہے تعلیمی سلسلہ کٹ کر رہ جاتا ہے تو کیا اُن کا کیریئر دوبارہ سنور سکتا ہے اس طرح جب سب نوجوان جیل یاترا کر آئیں تو کالج تو خالی نظر آئیں گے اور جیلیں بھری ہوئیں ایسے ڈرامے جو جدوجہد سے لبریز ہوں دوسرے ممالک میں دکھائے جائیں تو اور بات ہے مگر ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہمیں دکھائے جائیں ہم پر تو صرف لیڈری کا بھوت سوار ہے ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ مطالبہ جائز ہے یا ناجائز۔ شہیدوں میں نام لکھوانے کے لئے احتجاج ضرور کریں گے۔

ڈرامہ لکھتے وقت صرف مثبت پہلو کو ہی نہیں ان منفی پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے جو عوام میں تخریبی جذبوں کو ہوا دیں اختلافات اپنی جگہ سہی مگر قومی سلامتی سب سے مقدم ہونی چاہئے اور قومی سلامتی اسی وقت مضبوط ہو سکتی ہے جب عوام کا اپنے اداروں پر اعتماد بحال ہو حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں مگر قومی ادارے ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

مقام حسینؑ

(پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی نظر میں)

ایک امریکن پادری گولڑہ تشریف آیا اور قبلہ عالم سے سوال کیا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے حالانکہ حضرت امام حسینؑ جن کی زندگی میں قرآن چھ برس تک نازل ہوتا رہا اُن کا نام قرآن میں موجود نہیں۔" حضرت نے دریافت فرمایا "کیا آپ نے قرآن پڑھا ہے"۔ وہ کہنے لگا میں نے قرآن پڑھا ہے اور اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے آپ نے فرمایا کہ پادری صاحب" قرآن پڑھیئے کہیں سے پڑھ دیجئے"۔ وہ مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور ترتیل سے پڑھنے لگا "أعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم"۔۔۔ قبلہ عالم نے روک کر فرمایا کہ بس۔ اعوذ تو قرآن کا حصہ نہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن کا حصہ ہے اور بقاعدہ ابجد اسکے عدد ۷۸۶ ہیں اب ذرا لکھیئے

امام حسینؑ	= عدد ہیں	۲۱۰
سن پیدائش	" =	۴ ہجری
سن شہادت	" =	۶۱ "
کرب و بلا	" =	۲۶۱
امام حسنؑ	" =	۲۰۰
سن شہادت	" =	۵۰
میزان	=	۷۸۶

قبلہ عالم نے فرمایا" پادری صاحب۔ قرآن مجید کی جو پہلی آیت آپ نے پڑھی اس میں ہی حضرت امام حسینؑ کا نام۔ سن پیدائش۔ مقام شہادت، اُن کے بھائی صاحب کا نام، سن شہادت اُور دونوں بھائیوں کے امام ہونے کا ثبوت موجود ہے۔ آگے چلیئے تو شاید ان کی زندگی کے کئی واقعات بھی مل جائیں"۔ یہ سن کر وہ پادری حیران رہ گیا۔

اقتباس از مہر منیر صفحہ ۴۲۶

مرسلہ :۔ فیروزہ آرٹ مدینہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال۔

قاضی عبدالحلیم

المعروف ڈھاب والے

ادارہ پریم ساگر ان صفحات پر چکوال کی شخصیات کے حالات زندگی مزیّن کرے گا نامور شخصیات کے حالات و کوائف اگر آپ کے پاس موجود ہوں تو ادارہ کو بھیج کر ایسے کار خیر میں حصّہ لیں جو ہماری کوتاہی کی نظر ہو چکا ہے یہ حالات تاریخ کا حصہ ہیں انہیں تاریخ کے حوالے کرنا ہماری قومی ذمہ داری ہے۔ (ادارہ)

ولادت باسعادت:۔

خاندانی روایت کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲۴۰ھ کے قریب ہے آپ نکہ کہوٹ میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حافظ فتح نور تھا جو خاندان کہوٹ قریش کے سرکردہ فرد تھے۔

خاندانی پس منظر:۔

حسب ونسب کے لحاظ سے ڈھاب کلاں کا قاضی خاندان "کہوٹ قریش" سے متعلق ہے آباؤ اجداد سلسلہ حضرت عباس علمبردار سے ملتا ہوا شیر خدا حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ تک جا پہنچتا ہے مورث اعلیٰ کا تعلق نکہ کہوٹ متصل تلہ گنگ شہر سے تھا جائیداد کے لحاظ سے نکہ کہوٹ کی نصف ملکیت اسی ہی خاندان کی تھی آپ کے والد محترم حافظ فتح نور نکہ کہوٹ سے بسلسلہ درس و تدریس چکوال منتقل ہو گئے اور بعد ازاں یہیں مستقل سکونت پذیر ہو گئے اس وقت چکوال شہر ایک مختصر سا قصبہ تھا حافظ صاحب نے پیروی رسول ﷺ کے مطابق ادائیگی نماز اور یاد خدا کیلئے اپنی قیام گاہ کے متصل ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اس مسجد کو اس وقت احاطہ تحصیل کے متصل ہونے کی وجہ سے "تحصیل والی مسجد" اور آج کل اس کا نام مسجد ہجویری (حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ) سے منسوب کیا جاتا ہے اس مسجد کی تعمیر میں سنت نبوی کے مطابق حافظ صاحب نے اپنی آبائی جائیداد کا کچھ حصہ فروخت کر کے اس مسجد کی تعمیر پر لگایا حافظ صاحب کے قیام چکوال کے دوران ڈھاب کلاں کے لوگوں سے مراسم پیدا ہو گئے اور یوں دینی اجتماعات کے سلسلہ میں آپ کی آمد و رفت ڈھاب میں شروع ہو گئی اس وقت ڈھاب کلاں میں باوا مخدوم رونق افروز تھے اور اپنے فیض باطنی سے لوگوں کو مستفید کر رہے تھے ان کا تعلق اوڈھروال سے تھا اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ نے حافظ صاحب کو ڈھاب کلاں میں مستقل سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی تاکہ اہل دیہہ ان کی دینی خدمات سے فائدہ اٹھا سکیں اور خود انہوں نے واپس اوڈھروال جانے کا ارادہ کر لیا یوں باوا مخدوم نے مسجد کی تولیت اور امامت بھی ان کے سپرد کر دی اور ساتھ ہی یہ وصیت بھی کی کہ چونکہ میں نے زندگی کا قیمتی حصہ اس گاؤں میں گذارا ہے اس لئے میری وفات کے بعد مجھے یہیں دفن کرنا باوا مخدوم کے دو صاحبزادے تھے دونوں باکمال اور خدا رسیدہ بزرگ تھے جن میں سے ایک کا نام باوا عبدالشکورؒ تھا جن کا مزار اوڈھروال کے قبرستان میں مرجع خاص و عام ہے اور اوڈھروال کے موجودہ اہل علم حضرات ان کی اولاد سے ہیں جن میں سے ایک استاذ الحفاظ حضرت مولانا محمد معصوم تھا جو علم و تقویٰ کے مالک اور سینکڑوں حفاظ کے استاد ہوئے جن کا سالانہ عرس ہر سال اواخر فروری میں دھوم دھام سے منایا جاتا ہے باوا مخدوم کا جب اوڈھروال میں انتقال ہو گیا تو ان کی وصیت کے مطابق ان کی میت کو ڈھاب کلاں میں سپرد خاک کیا گیا باوا صاحب کا مزار ڈھاب کلاں کے قدیم قبرستان میں واقع ہے جس پر انوار کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

پہنچی وہاں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

حافظ فتح نور صاحب مذکور کے چار صاحبزادے تھے ان میں سے دو صاحبزادوں حافظ حاجی احمد صاحب اور حافظ محمد ابراہیم نے چکوال شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی اور دو صاحبزادوں نے ڈھاب کلاں میں مستقل سکونت اختیار کی ان میں سے ایک کا نام حافظ محمد امین تھا۔ جو لاولد تھے جب کہ دوسرے کا نام نامی اسم گرامی حافظ عبدالحلیم (نوراللہ مرقدہٗ) تھا ان کے نام نامی اور عالمگیر شہرت کی وجہ سے ڈھاب کلاں، ڈھاب قاضیاں کے نام سے تاحال مشہور چلی آتی ہے اور یہی وہ شخصیت تھی جن کو

موجودہ قاضی خاندان کا بانی سمجھا گیا یوں تو بنی نوع انسان کا ہر فرد اپنی شخصیت میں تاریخ کا ورق ہوتا ہے مگر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ خود مجسم تاریخ ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کی زندگیوں کو بھی ایک صحت مند رخ دے کر تاریخ کے روشن اوراق میں ڈھال دیتے ہیں ان بزرگوں کی اپنی زندگی اتنی بلند، پاکیزہ اور جاندار ہوتی ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ اس دنیا کی نہیں کسی اور دنیا کی مخلوق ہوں حضرت قاضی عبدالحلیمؒ ایسی ہی جلیل القدر شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی بنی نوع انسان کی دینی و دنیاوی خدمات میں گزار دی۔

علمی و تعلیمی پس منظر:۔

آپ کے علوم درس نظامی کے اساتذہ کا کہیں ذکر نہیں مل سکا البتہ ایک استاد حضرت اخوان صاحب سکنہ بھکڑی کا ذکر ان کے مجموعہ اشعار میں آتا ہے جن سے آپ نے سراجی علم میراث کی مشہور درسی کتاب کو پڑھا آپ ان کا از حد احترام کرتے تھے احترام کا یہ عالم تھا کہ استاد محترم کی وفات کے بعد بھی گھر سے چکوال جاتے وقت ان کی قبر مبارک دور سے نظر آتی تو گھوڑی سے اتر پڑتے ان کی قبر پر حاضری دے کر پیدل چل پڑتے اور جب تک قبر نظر آتی رہتی تھی اتنی دیر تک احتراماً گھوڑی پر سوار نہ ہوتے جب ان کی وفات ہوئی تو اس موقع پر ایک رباعی فرمائی۔

ملک تساڈا اچھ ہزارہ پکھلی تے دھتوڑ
اس درتے آندی آہی خلق خدا دی دوڑ
بن دھیاں پتر خویش قبیلہ ہر متھے تے موڑ
ٹھوک وجا کے ڈٹھی حافظ دنیا دی گل چھوڑ

اس کے علاوہ موضع بادشان میں بھی کچھ مدت تعلیم حاصل کی مگر استاد مکرم کا ذکر کہیں نہ مل سکا تو معلوم ہوا کہ رب العزت نے آپ کو اکثر علم بغیر استاد کے عطا فرمایا تھا آپ کی علمی و دینی خدمات کا چرچا علاقہ بھر میں پھیل گیا اور یوں ڈھاب کلاں کی عظمت و شوکت دوبالا ہو گئی جامعہ فقہ میں مخلوق خدا کی رہنمائی فرمائی بھولے بھٹکے انسانوں کو راہ راست پر لانے میں عمر صرف کر دی خلاف شرع کام کرنے والوں سے زندگی بھر بائیکاٹ کیا آپ کے نام نامی کے وجود با مسعود کے ذریعہ ڈھاب کلاں ایک چھوٹا سا گاؤں ہونے کے باوجود برصغیر پاک و ہند میں مشہور ہو گیا قاضی صاحب اپنے زمانے میں بیک وقت حافظ قرآن، فاضل اجل، مناظر بے بدل، حکیم حاذق، فی البدیہہ شاعر، خدا رسیدہ بزرگ ہونے کے ساتھ علاقہ کے قاضی بھی تھے اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں آپ کو حکومت ہند کی جانب سے خلع قضا عطا کی گئی جس کی وجہ سے علاقہ بھر کے عوام دور دور سے آ کے اپنے مسائل پیش کرتے اور آپ ان کا حل تلاش کر کے ان کی تسلی و تشفع فرماتے آپ نے بیشمار مرتبہ قرآن مجید کے قلمی نسخے تحریر کئے اور لا محدود پنجابی اشعار زبان فرمائے جو افسوس کہ ہمارے آباؤ اجداد انہیں محفوظ نہ رکھ سکے۔

روحانی نسبت:۔

برصغیر پاک و ہند میں چار بڑے روحانی سلسلے مدت سے چلے آ رہے ہیں نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ، ان میں سے چشتیہ نے سب سے زیادہ فروغ پایا اور بزرگان چشت اہل بہشت نے تبلیغ کے سلسلہ میں محیر العقول کام کئے آج کروڑوں مسلمانوں کا وجود جو پاکستان بنگلہ دیش یا انڈیا و دیگر ممالک میں نظر آ رہا ہے اس میں زیادہ تر حصہ بزرگان چشت کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہے برصغیر میں اس سلسلہ کے مورث اعلیٰ سلطان الہند خواجہ خواجگان اعلیٰحضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ تھے جن کے فیضان نظر سے لاکھوں کی تعداد میں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کے خلفائین سے پھر زیادہ فیض خواجہ نظام الدین اولیاء کا ہوا ہے مضافات دہلی اور میوات کے علاقہ میں انہی کی تبلیغ سے اسلام کی روشنی پھیلی بعد ازاں ان کے خلفاء در خلفاء خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ اور آپ کے خلیفہ اعظم پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفینؒ سیال شریف کے فیوضات و برکات سے شمالی پنجاب سرحد، سندھ کے لاکھوں افراد فیض یاب ہوئے حضرت شمس العارفینؒ عظیم المرتبت بزرگ تھے علم و فضل، اتباع سنت، سیرت و کردار کی پاکیزگی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے اطراف و اکناف عالم سے طالبان حق اس شمع جمال پر پروانہ وار نثار ہوتے گئے پاکستان کے مشہور علم و تقوے کے خانوادے گولڑہ شریف، جلالپور شریف، معظم آباد شریف، بھیرہ شریف، چاچڑ شریف، علادل شریف وغیرہ اسی دربار عالیہ سے منسلک تھے آپ سخاوت کا بحر ذخار (حضرت پیر سیالؒ) جب موج میں آ جاتے تھے تو علماء عظام اور سادات کرام کو خصوصی طور پر روحانی فیض سے مالا مال کر دیتے تھے حضرت قاضی عبدالحلیمؒ کی نگاہ انتخاب بھی اسی دربار پر پڑی کچھ اشعار لکھ کر بذریعہ خط سیال شریف روانہ کئے جو پیر سیال لجپال کو بہت پسند آئے تو آپ نے خوش ہو کر بذریعہ خط اویسی طریقہ سے قاضی صاحب کو خلافت سے سرفراز فرمایا بقول قاضی نور الحق مرحوم جو آپ کے پوتے تھے کہ محمدی شریف ضلع جھنگ کے ایک جلسہ میں جس کی صدارت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالویؒ کر رہے تھے انہوں نے اپنی تقریر کے دوران جب وہ اشعار پڑھے جو حضرت قاضی عبدالحلیمؒ نے سیال شریف بذریعہ خط لکھے تھے تو جلسہ سے فارغ ہو کر حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی نے اس بات کی تصدیق کی کہ یہ خط ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے اور فقط قاضی صاحب مرحوم ہی ایک ایسے حضرت سیالویؒ کے خلیفہ مجاز ہیں جو ایک بار بھی اس دربار شریف پر حاضر نہ ہوئے اور پھر بھی انہیں خلافت مل گئی اس خط کے جو اشعار میسر آئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

واہ واہ مرشد کامل، اکمل، عزت حرمت والا
شمس الدینؒ مبارک بندہ وچہ سیال اجالا
کجھے جم کرے بلخاریں نظر کرے جاں بھر کے
ڈبی بیڑی غفلت والی بنے لائے بھڑ کے
ابڈ ملاح نہی ڈٹھا کوئی وجھ بلا دے پیچے
غفلت دے گرداباں وچوں کڈھ گنے جال پچھے
ملک جنیدا خاص حضوری وطن جناندا تو نہ
وچہ زمین آسماناں مارے وحدت والا دھونہ

(جاری ہے)

قیام پاکستان کا تاریخی پس منظر

تحریر: یوسف راہی

آج ۱۴ اگست ہے اور آج ہم قیام پاکستان کی سالگرہ منا رہے ہیں ہر سال آج ہی کے دن ہم اس بات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم نے برصغیر میں ایک طویل عرصے تک جدوجہد کر کے اور لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر اسلام کی سربلندی اور اس کے فروغ کے لئے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ایک آزاد مملکت حاصل کی تھی

مسلمان شروع سے آزادی کے خواہاں رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی آزادی کی خاطر جانی اور مالی قربانیوں سے کبھی بھی دریغ نہیں کیا۔ پاکستان کے قیام کی خاطر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے قبل اور اس کے بعد بھی مسلمانوں نے لاکھوں کی تعداد میں آزادی کے نام پر اپنی جانیں نچھاور کیں ایسے ہزارہا خاندان بھی اس آزادی کی بھینٹ چڑھ گئے کہ ان کے نام پر ایک دیا جلانے والا بھی کوئی نہ رہا۔ فلسطین کے فدائین بھی اسی آزادی کے حصول کی خاطر ایک عرصے سے جانی اور مالی قربانی دیتے چلے آرہے ہیں اور افغانستان کے مجاہدین کا جذبہ اور جدوجہد اسی آزادی سے وابستہ ہے۔ اریٹریا کے مسلمان بھی ایک عرصے سے اسی آزادی کے حصول کے لئے لادین عناصر سے برسرپیکار ہیں۔

برصغیر کی تاریخ کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ برصغیر میں پہلے پہل مسلمانوں کے خلاف سازش کا آغاز شنکر اچاریہ نے کیا تھا۔ شنکر اچاریہ کے پیروکاروں کا نظریہ یہ تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو مغلیہ سلطنت کا خاتمہ کیا جائے تاکہ برصغیر سے اسلامی طاقت کا غلبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے یہی وجہ تھی کہ برصغیر کے ہندو سکھ اور مرہٹے آپس کی شدید ذہنی لسانی اور سیاسی اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف متحد ہو کر برسرپیکار ہو گئے تھے۔

اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد ہی شنکر اچاریہ کی اس تحریک نے زور پکڑ لیا تھا دوسری طرف برصغیر میں مسلمانوں کا شیرازہ بھی بکھرنا شروع ہو گیا تھا ایسے وقت میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بہانگ دہل ہندوؤں سکھوں، مرہٹوں اور جاٹوں کو مسلمانوں کا "مشترکہ دشمن" قرار دیتے ہوئے برصغیر کے مسلمان حکمرانوں اور افغانستان کے فرمانروا کو دعوت دی تھی کہ وہ مسلمانوں کے "مشترکہ دشمن" کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔

مغلیہ سلطنت کے خاتمہ پر شنکر اچاریہ کی مسلم دشمن تحریک برصغیر سے انگریزوں کو نکالنے کے لئے عارضی طور پر مسلم دوست تحریک میں تبدیل ہو گئی تھی جس کے نتیجے میں برصغیر سے انگریزوں کو نکالنے کی خاطر ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی لڑی گئی۔ انگریزوں کو شکست دینے کے لئے مسلمانوں نے ہندوؤں سے اتحاد کر لیا تھا یہ غیر حقیقی اتحاد

باقی صفحہ پر

بقیہ: چوہدری لیاقت علی خان

کی باتیں سنتے رہے آخر میں انہوں نے جو ریمارکس چوہدری صاحب کے لئے دیئے وہ پریم ساگر کے لئے حاضر خدمت ہیں انہوں نے کہا کہ موجودہ چکوال کی سیاست کے چوہدری لیاقت علی خان بلاشک و شبہ بے تاج بادشاہ ہیں چوہدری صاحب کی سیاست اب کسی پارٹی کی ٹکٹ کی محتاج نہیں وہ صرف اور صرف اپنے ذاتی کردار پر الیکشن جیت سکتے ہیں۔

بقیہ: کھوتے کے خواب

خواب حسین ہے کیوں کہ اس خواب کو کھوتے ہزاروں نہیں لاکھوں سال سے دیکھ رہے ہیں اگرچہ دوسرا خواب بھی حسین تر ہے کیوں کہ اس خواب کو دیکھنے کی ابتدا مقام کربلا سے ہوئی کہ بادشاہت ملیامیٹ ہو جائے مگر اس خواب کی عمر بہت تھوڑی ہے یہی کوئی چودہ سو سال بقول علامہ اقبالؒ جو کم ہیں ہوتے ہیں حسین ہوتے ہیں لہٰذا اسی لئے میں نے اس خواب کو حسین تر کہا ہے چنانچہ اس ساری بحث کا مطلب یہ ہوا کہ کھوتے سوتے ہیں اور خواب بھی دیکھتے ہیں اور پھر بادشاہ بن جاتے ہیں لہٰذا کھوتوں کی اور خود بادشاہوں کی عافیت اسی میں ہے کہ کھوتے سوئے رہیں اور بادشاہ بنے رہیں اور اگر کھوتے جاگ پڑیں تو پھر بادشاہت سے بھی حسین تر بھی "بادشاہت مکاؤ" کا خواب دیکھنے لگتے ہیں اور بعض اوقات دولتیاں بھی جھاڑ دیتے ہیں ویسے دانش کی ایک اور بات بھی بتلا دوں جو مجھ سے صدیوں پہلے کسی دانشور نے کہی تھی کہ بادشاہ کے سامنے سے اور کھوتے کے پیچھے سے بچ کر گذرنا چاہیئے اس سے بادشاہت اور کھوتے کی نفسیات میں گہرا تعلق بھی ثابت ہوتا ہے۔

بقیہ: [?] خمر من اللہ

نے بھی خدا کا شکر کیا کہ انہوں نے اپنی بات میں سانس لیا اور میں نے فوری طور پر اس بات کا موضوع بدل دیا ورنہ شاید ہمیں وہ انٹرویو آدھا چھوڑنا پڑتا ان کی مسکراتی ہوئی آنکھوں میں ایک دم غم کے آثار دیکھ کر مجھے احساس ہو گیا تھا کہ تم اس بات پر شاید اب زیادہ نہ بول سکیں۔

بقیہ: پنجاب کا مارشل علاقہ

ہے آزادی حاصل کرنے اور اسے قائم رکھنے کے لئے عوام اور حکمرانوں کو مل کر قربانی دینی ہو گی پاکستان اس وقت مشکلات سے گھرا ہوا ہے اس کی سالمیت کے لئے قومی یکجہتی ایک بنیادی تقاضا ہے اور اس کی ساری ذمہ داری سیاسی لیڈروں کے کندھوں پر آئی ہے جمہوریت بڑی مشکل جدوجہد اور قربانیوں سے بحال ہوئی ہے ملک کی سلامتی کا راز صرف جمہوریت میں پنہاں ہے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

خبرنامہ

۱۴۴ کے تحت پابندی

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) سب ڈویژنل
چکوال چوہدری غضنفر ضیاء نے ضابطہ
کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت محرم الحرام کے
کے راستوں پر واقع تمام گھروں کی چھتوں
عام طور پر اور چھپڑ بازار چکوال کے نزد
شاپ تا محمد علی ہائی اسکول چکوال اور
کے آخری مکان تک گلی کے دونوں
پر واقع مکانات کی چھتوں بالخصوص استعمال
پابندی عائد کردی ہے حکم میں مزید کہا گیا
کرہ مکانات کے رہنے والوں کو کسی خاص
ت کے استعمال کے سلسلہ میں تحریری
نامہ دینا ہوگا کہ وہ اس کے ذاتی طور
رہوں گے لہٰذا ان گھروں کے رہنے
اس بات کا تحریری حلف دینا ہوگا کہ وہ
کے ذاتی طور پر ذمہ دار ہوں گے کہ اگر ان
ے خرم کے جلوس میں شامل لوگوں پر
یا کوئی اور ایسی چیز پھینکی گئی جس
ل پیدا ہو یہ حکم فوری طور پر نافذ العمل
اور دو ماہ تک جاری رہے گا۔

رنٹ لگنے سے ہلاک۔

نمائندہ پریم ساگر) موضع جبی کا منظور
کرنٹ لگنے سے ہلاک ہوگیا تفصیلات
مرحوم کپڑے لٹکانے والی تار پر لٹکائے
سے ہاتھ صاف کرنے لگا تو بجلی
بتایا جاتا ہے کہ اس تار کے ساتھ بجلی
ہوا تھا بارش سے گیلا ہونے کی وجہ سے
یا تھا متوفی ملک محمد اشرف ایڈووکیٹ
مقبول حسین کے بھائی تھے۔

مقدمات کے فیصلے

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) ضلع چکوال کی مختلف عدالتوں نے گذشتہ ماہ کے دوران ۱۵۳۱ مقدمات کا فیصلہ کیا اس امر کا انکشاف مجسٹریٹوں اور پولیس افسروں کے مشترکہ اجلاس میں ڈپٹی کمشنر چکوال ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی نے کیا فیصلہ شدہ مقدمات میں ۲۳۵ باقاعدہ ۲۶۶ سکورٹی اور ۱۰۳۰ سرسری سماعت کے مقدمات تھے ڈپٹی کمشنر چکوال نے باقاعدہ سماعت کی مقدمات کا فیصلہ کرنے پر متعلقہ مجسٹریٹوں کو خراج تحسین پیش کیا اور اسسٹنٹ کمشنروں اور مجسٹریٹوں کو ہدایت کی کہ وہ عدالت میں حاضر ہونے والے ہر ضروری گواہ کے بیانات قلمبند کریں تاکہ مقدمات میں غیر ضروری تاخیر نہ ہو اور لوگوں کو جلد انصاف کے حصول کے مقصد کو حاصل کیا جاسکے۔

جنگلی سوروں سے نجات دلائی جائے

حطار (نمائندہ پریم ساگر) میرا آئمہ اور چکی رنگ پور کے گرد و نواح میں جنگلی سوروں نے تباہی مچا رکھی ہے رات کو غول کے غول جنگل سے نمودار ہوتے ہیں فصلوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں خاص کر مونگ پھلی کی فصل جو کہ ایک غریب زمیندار کی ایک اہم فصل ہے جنگلی سور تباہ کر رہے ہیں پورے علاقے کے لوگ ساری رات جاگتے ہیں اور ٹین بجاتے رہتے ہیں بعض اوقات اکیلے آدمی پر حملہ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اس علاقے میں ایسے کئی واقعات ہوچکے ہیں علاقے کی عوام نے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں ان موذی جانوروں سے نجات دلائی جائے۔

پیر کھارا شریف میں عرس کی تقریبات

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) دربار عالیہ حضرت پیر کرم شاہ پیر کھارا شریف ضلع جہلم میں عرس کی ایک تقریب منعقد ہوئی سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت پیر محمد شعیب نے تقریب کی صدارت کی ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی ڈپٹی کمشنر چکوال، چوہدری لیاقت علی خان پارلیمانی سیکریٹری لائیو اسٹاک اور دیگر عقیدت مند حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی ڈپٹی کمشنر چکوال نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برصغیر پاک و ہند میں دین کی تبلیغ تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اولیائے کرام کی تعلیمات کے ذریعے ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ اس دور دراز علاقے میں عوام کی کثیر تعداد کی مزار اقدس پر حاضری حضرت علیہ الرحمتہ کی توجہات روحانی اور تجلیات نورانی کے سرچشمہ فیض کا ثبوت ہے۔

علیم سرجیکل ہسپتال میں جدید سہولتوں کا خیر مقدم

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) علاقہ کی ضروریات کے پیش نظر علیم سرجیکل ہسپتال قائم کرنے پر تمام حلقوں کی طرف سے سراہا گیا ایک بیان میں کہا گیا کہ اس طرح کے ہسپتال کی کافی عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی ہسپتال کے بانی علیم ہاشمی کی کوششوں کی تعریف کی گئی کہ چکوال کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا گیا۔

پنجابی ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کا قیام

کراچی (نمائندہ پریم ساگر) پنجابی ڈاکٹرز جناح اسپتال کا اجلاس منعقد ہوا جس میں پنجابی ڈاکٹروں کے مسائل کے حل کے لئے ایک متفقہ پلیٹ فارم کی ضرورت پر زور دیا گیا اور ایک تنظیم پنجابی ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں مندرجہ ذیل عہدے دار منتخب کئے گئے۔ سرپرست اعلیٰ ڈاکٹر افتخار آرائیں، صدر ڈاکٹر سید فرحت عباس، نائب صدر ڈاکٹر خالد مسعود، جنرل سیکریٹری ڈاکٹر ممتاز حسین اعوان، جوائنٹ سیکریٹری ڈاکٹر راجہ عاطف، فنانس سیکریٹری ڈاکٹر نور احمد شیخ، پریس سیکریٹری ڈاکٹر نعیم خاور

فوزیہ بہرام

کے بھرپور میں بھرپور وعدے

حطار (نمائندہ پریم ساگر) ممبر صوبائی اسمبلی فوزیہ بہرام ریٹائرڈ صوبیدار ملک غلام عباس کے والد ملک اکبر خان کی فاتحہ خوانی کے لئے بھرپور آئیں ملک محمد الطاف گنگ کونسلر بھرپور گنگ اور دوسرے معززین بھرپور نے ان کا استقبال کیا فوزیہ بہرام نے گورنمنٹ ہائی اسکول بھرپور کی عمارت کا معائنہ کیا اور اسکول میں سائنس لیبارٹری کا کمرہ، سائنس کا سامان اور سائنس ٹیچر دینے کا بھرپور وعدہ کیا ان کی اچانک آمد کی خبر ان کی روانگی کے بعد عام ہوئی لہذا عام لوگ ملاقات سے محروم رہے۔

حج بیت اللہ سے واپسی

حطار (نمائندہ پریم ساگر) موضع بھرپور کی ریٹائرڈ صوبیدار کونسلر ملک اللہ داد خان اپنی اہلیہ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے واپس تشریف لے آئے ہیں ان کے حلقہ انتخاب کے لوگوں میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے کونسلر ملک اللہ داد خان نے لوگوں کو سعودی عرب کے حالات بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے وہاں جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ کہ جب اذان ہوجاتی ہے تو ہر چیز پر جمود سا طاری ہوجاتا ہے تمام لوگ نماز کے لئے چل پڑتے ہیں دوسرا فوری انصاف ملتا ہے کوئی بھی آدمی مجرم کا ساتھ نہیں دیتا ہے انہوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ پاکستان میں بھی ایسے ہی حالات پیدا ہوں انہوں نے مزید کہا کہ میں نے خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ میں پاکستان کی خوشحالی اور ترقی کے لئے بہت دعائیں مانگیں

کبڈی میچ

سوہیر (نمائندہ پریم ساگر) تنظیم رفاہ عامہ سوہیر کے زیر اہتمام طارق الیون اور یعقوب الیون کے درمیان ایک کبڈی میچ کھیلا گیا جس میں طارق الیون نے ۲۵ کے مقابلے میں ۳۰ پوائنٹس کے ساتھ کامیابی حاصل کی اس میچ میں مظہر حسین اعوان سب سے زیادہ انفرادی پوائنٹس کے ساتھ پہلے نمبر پر رہے جبکہ ابرار حسین اور جاوید اقبال دوسرے اور راجہ مظہر حسین تیسرے نمبر پر رہے میچ کے اختتام پر کونسلر موضع سوہیر راجہ محمد لیسین نے دوئم اور سوئم آنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے محمد اسلم عرف ملوکا کو بھی اعزازی انعام دیا گیا۔

پانی کی جدید قسم

"ناخن صاف بال صاف"

حطار (نمائندہ پریم ساگر) ملک ملازم حسین ولد حاجی کرم الہی بمقام حطار جو کہ گاؤں سے باہر ایک ڈھوک پر رہائش پذیر ہیں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں پینے کے پانی کے لئے بورنگ لگایا ہے اور پانی دستیاب ہوگیا گھر کے تمام افراد کچھ دن پانی پیتے رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کے ناخن، سر کے بال، ابرو کے بال اور مونچھیں وغیرہ بالکل صاف ہوگئے ہیں انہوں نے بورنگ کا پانی استعمال کرنا چھوڑ دیا ہے اور کافی علاج کے بعد ناخن اور بال دوبارہ اگ آئے ہیں ان کا کہنا ہے برائے مہربانی اس پانی کو ٹیسٹ کیا جائے ممکن ہے کہ اس میں "کوئی تیزاب کا ذخیرہ دریافت ہوجائے" جو قوم کے لئے سود مند ہو۔

تنظیم رفاہ عامہ سوہیر کی تشکیل نو

سوہیر (نمائندہ پریم ساگر) موضع سوہیر کے رفاہی کاموں کے لئے "تنظیم رفاہ عامہ سوہیر" از سر نو تشکیل دی گئی جس میں راجہ محمد یعقوب کو صدر، راجہ مظہر حسین کو نائب صدر اور راجہ ارشد کو جنرل سیکرٹری کے عہدے کے فرائض سونپے گئے مزید برآں عبدالخالق کو چیف آرگنائزر اور محمد یونس کو خزانچی مقرر کیا گیا۔

چکوال رائٹرز کلب کا قیام

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) گذشتہ روز چکوال کے نوجوان رائٹرز نے "چکوال رائٹرز کلب" کے نام سے نوجوانوں کے لئے علمی اور ادبی تنظیم کی بنیاد رکھی ایک عرصہ سے چکوال کے نوجوان رائٹرز کی تنظیم کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو کہ نوجوانوں کو مثبت اور تعمیری سرگرمیوں کی طرف راغب کرے ایک مقامی ہوٹل میں اپنے تاسیسی اجلاس میں اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل عہدیداران کا چناؤ عمل میں لایا گیا صدر تمکین سید، نائب صدر قاضی محمد نوید، سیکرٹری جنرل وحید احمد تبسم جائنٹ سیکرٹری راشد حمید انجم اور نوید احمد کو پریس سیکرٹری بنایا گیا۔

گورنمنٹ ہائی اسکول تترال کا اعلیٰ اعزاز

تترال (نمائندہ پریم ساگر) امسال گورنمنٹ ہائی اسکول تترال (چکوال) کا میٹرک کا پہلا نتیجہ بہت ہی شاندار رہا ۱۸ لڑکے شامل امتحان ہوئے ۱۷ لڑکوں نے فرسٹ ڈویژن اور ایک لڑکے نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی ۱۲ لڑکوں نے گریڈ اے ون حاصل کی مظہر حسین نے ۷۶۱ نمبر حاصل کرکے بورڈ میں آٹھویں اور ضلع میں دوسری پوزیشن حاصل کی اظہر حسین نے ۷۴۱ نمبر حاصل کئے اور تیسری پوزیشن ناصر وسیم نے ۷۱۵ نمبر لے کر حاصل کی یہ شاندار اعزاز ہیڈ ماسٹر چوہدری محمد اسلم اور ان کے انتھک سٹاف کی محنت سے حاصل ہوا ہے جو چھٹیوں کے دوران بھی بے لوث تدریس کرتے رہے ہیں۔ عبدالرشید سائنس ٹیچر خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کو تدریس سے جنون کی حد تک پیار ہے علاقے کے لوگوں نے اس شاندار اعزاز پر ہیڈ ماسٹر اور ان کے اسٹاف کو دلی مبارکباد پیش کی ہے اس سے پہلے اسکول ہذا کا مڈل سٹینڈرڈ کا نتیجہ سو فیصد رہا یہ اسکول غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے گذشتہ سال ضلعی ادبی پروگراموں میں اسکول ہذا نے مجموعی طور پر ضلع بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

طب اسلامی کیلئے مزید مشکلات

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) گذشتہ روز پاکستان یونانی اینڈ آیورویدک ایسوسی ایشن چکوال کا اجلاس زیر صدارت حکیم محمد شریف منعقد ہوا جس میں حکومت کی طرف سے کثیر الاستعمال دیسی طب کی پچیس ادویات کی پابندی پر غور کے متعلق احتجاج کیا گیا اور مطالبہ کیا کہ طب اسلامی میں یہ ادویات مثلاً پھٹکری، شورہ قلمی، نوشادر، کافور، گندھک روغن زیتون، روغن جگر ماہی صدیوں سے زیر استعمال ہیں جن کے بغیر دیسی طب کے بیشتر مرکبات نامکمل ہو جاتے ہیں صدیوں پرانی قرابادینیں (فارما کوپیاز) اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ ادویات کئی صدیاں پہلے طب یونانی میں زیر استعمال تھیں ہم آج کی جمہوری حکومت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے اس جائز مطالبے پر ہمدردانہ غور کرے گی اور ان ادویات کے استعمال پر پابندی نہیں لگائے گی اجلاس سے حکیم راجہ محمد نواز نے بھی خطاب کیا اور اطباء سے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ حکیم حضرات اپنے فروعی اختلافات ختم کریں اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر فنِ طب کی بقاء اور ترقی کے لئے کام کریں۔

اسپیڈ بریکر بنائے جائیں

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) اسلامک ینگ سوسائٹی کریالہ کے صدر اعجاز فاروق منہاس نائب صدر رسول مصطفےٰ، جنرل سیکریٹری راجہ منظر مسعود، پریس سیکریٹری محمد افضل خان اور سیکریٹری مالیات ایم جمیل اختر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں ہائی وے کے حکام بالا سے مطالبہ کیا ہے کہ بردلی پل پر سپیڈ بریکر بنائے جائیں تاکہ آئے دن اس پل پر جو سنگین قسم کے حادثات ہو رہے ہیں ان میں کمی آسکے انہوں نے کہا کہ عیدالاضحیٰ سے ایک دن قبل اس پل پر دو سوزوکیوں کے ٹکراؤ سے کریالہ کا نوجوان خالد جاں بحق ہو گیا اور گاڑیاں تباہ ہو گئیں انہوں نے مزید کہا کہ باقی تمام ہی سڑکوں پر جہاں جہاں پل ہیں ان پر اسپیڈ بریکر لگائے گئے ہیں تاکہ حادثات کے امکانات کم ہو سکیں انہوں نے ڈپٹی کمشنر سے اپیل کی کہ وہ اس کام میں ذاتی دلچسپی لیں کیوں کہ سردلی پل پر جو موڑ ہے وہ خطرناک موڑ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے انہوں نے کہا کہ اسلامک ینگ سوسائٹی کا ایک وفد جلد ہی ہائی وے کے افسران بالا سے اس سلسلے میں ملاقات کرے گا۔

ہائی اسکول نیلہ کے نتائج

نیلہ (نمائندہ پریم ساگر) امسال گورنمنٹ ہائی اسکول نیلہ کے ۵۶ طلبا میٹرک کے امتحان میں شامل ہوئے جو تمام کامیاب ہو گئے ۱۹ طلباء نے فسٹ اور ۳۶ طلباء نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی اس کامیابی کا سہرا گورنمنٹ ہائی اسکول نیلہ کے ہیڈ ماسٹر قاضی غلام مرتضٰے کے سر ہے نیلہ کے نواحی حلقوں اور اہل دیہہ نے انہیں مبارکباد دی ہے۔

اے ٹی آئی کی اصلاح احوال

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) انجمن طلبائے اسلام چکوال کے ضلعی ناظم محمد حنیف اور اے ٹی آئی کٹاس کے پریس سیکریٹری خالد محمود نے پچھلے دنوں گوجرانوالہ میں اے ٹی آئی کے اجلاس میں شرکت کی اور اے ٹی آئی کے مرکزی قائد ظہر اقبال نوری کو اے ٹی آئی ضلع چکوال کی صورت حال سے آگاہ کیا مرکزی قائد نے اے ٹی آئی چکوال کی سرگرمیوں پر اطمینان کا اظہار کیا اور ناظم اے ٹی آئی چکوال کو ہدایت کی کہ وہ اے ٹی آئی کی سرگرمیوں کو مزید بہتر بنائیں۔

فری کوچنگ سینٹر

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) انجمن طلبائے اسلام ضلع چکوال کے زیر اہتمام تحریکِ فروغ علم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے تحت طلبہ کی تعلیم کو بہتر بنانے اور طلبہ میں صحیح اسلامی روح بیدار کرنے کے لئے چکوال شہر میں دو فری کوچنگ سینٹر جامعہ اسلامیہ غوثیہ اور محلہ غوثیہ میں قائم کئے گئے ہیں جہاں پر نرسری سے کر میٹرک تک کے طلبہ کو مفت تعلیم دی جائے گی تحریک فروغ علم کے تحت ضلع چکوال کے تمام کالجز میں فرسٹ ائیر کے داخلہ کے وقت موقع پر سٹال لگائے گئے ہیں جہاں داخلہ فارم اور داخلہ کے متعلق دیگر معلومات مہیا کی گئیں فری کوچنگ کے متعلق مزید معلومات کے لئے دفتر اے ٹی آئی ہسپتال روڈ چکوال سے رابطہ قائم کریں۔

اے ٹی آئی کا اجلاس

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) انجمن طلبائے اسلام ضلع چکوال کی انتظامیہ کا اجلاس دفتر اے ٹی آئی میں منعقد ہوا اجلاس میں اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کے اے ٹی آئی کے ناظم عبدالرشید کی گرفتاری پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اور حکام بالا سے مطالبہ کیا گیا کہ ناظم اے ٹی آئی بہاولپور یونیورسٹی عبدالرشید کو فی الفور رہا کیا جائے۔

ینگ یونیٹیز ویلفیئر فیڈریشن کا قیام

نور پور (نمائندہ پریم ساگر) نور پور میں ہمسایہ گاؤں منارہ، ڈھنال، بھلل اور سیتھی کے تعاون سے ینگ یونیٹیز ویلفیئر فیڈریشن کا قیام عمل میں لایا گیا یہ فیڈریشن مستقبل میں تمام ینگ یونیٹیز کی سرپرستی کرے گی ویلفیئر کے مقاصد یہ ہیں مذہبی گروہ بندی کا خاتمہ، علاقہ میں پانی کی قلت کو دور کرنا، بجلی، گیس، تعلیم اور صحت جیسی بنیادی سہولتوں کو عام کرنا، جنگلات اور جانوروں کی افزائش میں جدوجہد، علاقہ میں زرعی ترقی کیلئے کوشاں رہنا علاقے کے نوجوان بیروزگاروں کو روزگار دلانا، نیز علاقہ میں پھیلی ہوئی سماجی برائی یعنی منشیات کا تدارک کرنا ہے۔

سنا تو ہم نے بھی تھا ؟۔

بوچھال کلاں (نمائندہ پریم ساگر) ڈھن ادبی سنگت کا اجلاس عظمت علی جوگی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ممبران نے اس بات پر تشویش ظاہر کی کہ آج سے کچھ عرصہ قبل مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے منارہ میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے انٹر کالج بوچھال کلاں کو ڈگری کا درجہ دیا تھا مگر

تاحال اس پر کوئی عمل نہیں ہوا اجلاس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ہمارے حلقہ کے ایم پی اے ملک شہباز خان (ایڈووکیٹ) اور ایم این اے جنرل عبدالمجید ملک کو اس مسئلے پر سوچنا چاہیئے۔

ایک کلو برفی کھا کر شرط جیت لی

گھگھ (نمائندہ پریم ساگر) موضع گھگھ میں اظہر اقبال دوکاندار کی طرف سے لگائی جانے والی شرط مبلغ ۷۰ روپیہ چودہ سالہ غلام مرتضےٰ ولد مستری مولابخش ساکن گھگھ نے ایک کلو برفی (مٹھائی) کھا کر دلچسپ انداز میں شرط جیت لی تفصیلات کے مطابق غلام مرتضےٰ نے اپنے دوست کو امتحان کی کامیابی پر مبارکباد کہتے ہوئے مٹھائی کھلانے کو کہا بیچ میں اظہر اقبال نے مداخلت کرتے ہوئے بغیر کسی وقفہ کے ایک کلو مٹھائی کھانے پر ۷۰ روپیہ شرط لگا دی جسے غلام مرتضےٰ نے بھری محفل میں جیت کر اظہر اقبال کو سبق آموز شکست دے دی۔

ایم اے کی کلاسوں کا اجراء کیا جائے

بوچھال کلاں (نمائندہ پریم ساگر) اولڈ بوائز اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک اجلاس زیر صدارت محمود اختر شاہ منعقد ہوا جس میں علاقہ کے طلباء نے کثرت سے شرکت کی اس اجلاس میں حکومت سے اپیل کی گئی کہ چکوال میں ایم اے کی کلاسوں کا اجراء فوری طور پر کیا جائے تاکہ علاقہ کے غریب طلباء تعلیمی سہولتوں سے ہمکنار ہو سکیں علاوہ ازیں اجلاس میں طلباء نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں یہ بھی کہا کہ ہمارے علاقہ کے ایم پی اے ملک شہباز اور ایم این اے جنرل مجید کو اس ضمن میں کوئی عملی قدم اٹھانا چاہیئے کیونکہ انتخابات کے دوران یہ مسئلہ رکن قومی اسمبلی جنرل عبدالمجید ملک کی انتخابی مہم میں شامل تھا لہٰذا انہیں اس مسئلے کا کوئی حل نکالنا چاہیئے۔

بوچھال کلاں کالج میں اساتذہ کی اسامیاں پر کی

بوچھال کلاں (نمائندہ پریم ساگر) بوچھال کلاں اور علاقہ ونہار کے تمام عا... حلقوں نے حکومت پنجاب سے اپیل کی... کہ انٹر کالج بوچھال کلاں جس میں لڑکوں کی... تقریباً تین سو ہے لیکن اتنی بڑی تعداد میں... چھ اساتذہ ہیں جس کالج میں تین سو لڑ... لئے اتنے محدود اساتذہ ہوں وہاں کیا پڑ... اس وقت کالج میں اردو، اکنامکس، تا... شماریات، طبیعات اور بائیالوجی کے... کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

تعارف



وسیم ظفر تترال ہائی سکول حاصل کردہ نمبر ۶۸۴



تترال ہائی سکول کے محنتی اساتذہ میں سے ایک عبدالرشید صاحب جن کی دن رات کی مسلسل محنت سے سکول کا نتیجہ شاندار رہا۔



شہزاد سعادت تترال ہائی سکول حاصل کردہ نمبر ۶۶۶



وسیم اکرم حاصل کردہ نمبر ۶۸۰ تترال ہائی سکول

خواتین کا صفحہ

تحریر: مسز قاضی

نام۔ نصرت کاظمی
قلمی نام۔ مسز قاضی
آئیڈیل ہستی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
پسندیدہ شخصیت۔ اپنی ماں (جنہوں نے قدم بقدم رہنمائی کی)
پسندیدہ رنگ۔ فیروزی، گلابی
پسندیدہ مشغلہ۔ فارغ وقت میں اسلامی لٹریچر کا مطالعہ۔
عشق کی حد تک پیار ہے: خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے بعد پیاری ماں سے۔
دکھ ہوتا ہے: جب خلوص کے بدلے میں اپنوں سے دھوکہ کھا جاؤں۔
زندگی کی بے انتہا خوشی کا دن: جب پہلی نگاہ خانہ کعبہ پر پڑی اور پہلا عمرہ ادا کیا۔
پسند ہیں: ذہین اور صاف گو لوگ۔
پسندیدہ شعر:

ہم محبت میں بھی توحید کے قائل ہیں فراز
اک ہی شخص کو محبوب بنائے رکھنا

پسندیدہ شاعر: اقبالؒ، فرازؔ
پسندیدہ پھول: سرخ گلاب
پسندیدہ خوشبو: چنبیلی
خواہش ہے: اپنا گھر اور اپنے ملک میں سکون و امن ہو۔
عورتوں کیلئے پیغام: (وفا شعاری)
کیوں کہ باوفا عورت خواہ کسی روپ میں ہو ماں، بہن، بیٹی یا بیوی اسے دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

توکل کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم اللہ تعالٰی پر توکل کرو جیسے توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ ہوتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر جاتے ہیں۔
اور فرمایا:
حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔
(اللہ ہی مجھے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے)۔

پکوان (شامی کباب)

اجزاء: قیمہ آدھا کلو، پیاز ½ پاؤ، چنے کی دال ½ کلو، لہسن آٹھ جوئے، دھنیا خشک ایک تولہ، زیرہ سیاہ و سفید ایک تولہ، ادرک حسب منشا، سرخ مرچ، نمک اور ہرا مصالحہ حسب پسند۔
ترکیب: قیمہ دھو کر اس میں تھوڑا سا پانی ڈال کر اس میں پیاز، لہسن، دال، ادرک، نمک، مرچ اور مصالحہ ڈال کر پکنے دیں جب قیمہ اور دال گل جائیں تو ان تمام چیزوں کو باریک پیس لیں اور ہرا مصالحہ باریک کاٹ کر مکس کر لیں اب کباب بنا کر انڈا لگا کر تل لیں سرخ ہوتے پر اتار لیں چٹنی کے ساتھ نوش فرمائیں اگر لیموں بھی پسند ہو تو ساتھ استعمال کریں۔

لوکی کا حلوہ

اجزاء: لوکی ½ کلو، دودھ ایک کلو، چینی ½ کلو یا حسب ذائقہ، گھی ½ پاؤ، الائچی سبز، بادام ایک چھٹانک، چاندی کے ورق حسب ضرورت۔
ترکیب: لوکی کو چھیل کر کاٹ لیں اور بیج نکال دیں اب اسے کدوکش کر لیں ایک کڑاہی میں الائچی گھی ڈال کر گرم کریں اور اس میں لوکی ڈال کر خوب بھونیں یہاں تک کہ خوشبو آنے لگے اب اس میں دودھ ڈال دیں اور پکنے دیں جب دودھ خشک ہو جائے تو اسے پھر بھونیں اور اس میں چینی ڈال دیں یہاں تک کہ چینی کا پانی خشک ہو جائے اور لوکی گھی چھوڑ دے اب اس میں بادام اور کیوڑہ ڈال کر اتار لیں پیش کرتے وقت چاندی کے ورق اور بادام ڈال دیں۔

اقوال زریں

- صحبت کی تاثیر تمام عادتوں کو بدل دیتی ہے بروں کو چاہیے کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں
- جو شخص شریروں کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ خود بھی شریر ہو جاتا ہے۔
- اگر اظہار سچی بات کا ہو تو بولنا ضروری ہے۔
- ایسا علم ضرور پڑھنا چاہیئے جس سے انسان کا عمل درست ہو (حضرت داتا گنج بخشؒ)
- کہاوتیں اور مثالیں عقلمندوں اور عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے بیان کی جاتی ہیں نادانوں کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

"گھر"

گھر میں سکون نہ ہو تو وہ گھر نہیں اینٹ اور پتھر سے تعمیر شدہ مکان رہ جاتا ہے مکان ہر کوئی بناتا ہے لیکن گھر کوئی کوئی بناتا ہے خوبصورت گھر سب پسند کرتے ہیں لیکن میری نظر میں خوبصورت گھر وہ ہوتا ہے جس میں چاہتوں کے پھول کھلے ہوں، غم کے کانٹے نہ ہوں، محبتوں کا چاند ہر سو اپنی چاندنی بکھیرتا ہو، نفرتوں کا ہو رنگ نہ ہو اس میں باہمی اعتماد کا ستون ہو کہ ستون جتنے مضبوط ہوں گے گھر کی بنیادیں مضبوط رہتی ہیں۔

بچوں کا صفحہ

مسز قاضی -

محنت کی پری

کسی دریا کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا وہاں کے لوگ محنت سے کام کرتے تھے انہوں نے مل جل کر رہنے کے لئے صاف ستھرے مکان بنائے ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے ان کی زندگی ہنسی خوشی گذر رہی تھی ایک بار دریا میں سیلاب آگیا مکان گر پڑے اور سامان پانی میں بہہ گیا کھیتوں کو بھی نقصان پہنچا گاؤں کے لوگ اس آفت سے بہت پریشان ہوئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا ہوگا ؟ ہم کس طرح اپنے گھر دوبارہ بنائیں گے قریب ہی محنت کی پری رہتی تھی پری نے لوگوں سے کہا کہ ہمت نہ ہاریئے خدا پر بھروسہ کیجئے اور محنت سے کام کیجئے میں بھی آپ کے ساتھ کام کروں گی اور ہر طرح کی مدد کروں گی دوسرے دن گاؤں والوں نے پری کی مدد سے کھانے پینے کا سامان جمع کرنا شروع کیا چند روز میں بہت سامان جمع ہوگیا اور گاؤں والوں نے دوبارہ اپنے گھر بنالئے اس گاؤں میں جو سیلاب سے تباہ ہوگیا تھا گاؤں والوں کی محنت سے پھر آباد ہو چکا -

(ادیبہ ناصر قاضی ساکن منڈی)

میری پسند

* پسندیدہ کتاب، قرآن مجید
* پسندیدہ شخصیت، حضرت علیؓ
* پسندیدہ پھول، گلاب
* پسندیدہ موسم، برسات
* پسندیدہ کھلاڑی، وسیم اکرم
* پسندیدہ کپڑے، شلوار قمیض
* پسندیدہ شاعر، مولانا حالی
* پسندیدہ درخت، جامن

منیبہ رنشار بودیال کلاں

لطائف

رات کا وقت تھا ایک ماں اور بیٹا سو رہے تھے اچانک بیٹے کی آنکھ کھل گئی پھر اس نے اپنی ماں کو جگایا اور بولا ماں مجھے پانی لا دیں -

ماں : چپ کر کے سو جاؤ ورنہ ڈنڈا لے کر ماروں گی -

بیٹا : جب ڈنڈا لینے جائیں تو پانی لیتی آئیں

ایک صاحب لوگوں کو اپنا آٹوگراف دیتے دیتے تنگ آگئے تو انہوں نے مجبوراً ایک شخص کی آٹوگراف پر ایک گدھے کی تصویر بنا دی وہ شخص جھلا کر بولا حضور میں نے آپ کے آٹوگراف مانگے تھے فوٹوگراف نہیں -

(عندلیب ظفر ڈھاب کلاں)

اباجان (بیٹے سے) تمہارے داداجان کا خط کئی دن سے آیا ہے کیا جواب نہیں دو گے ؟

بیٹا : آپ ہی نے کہا تھا کہ بڑوں کو جواب نہیں دیتے -

استاد (شاگرد سے) کتنی شرم کی بات ہے کہ تم مار کھا کر بھی مسکرا رہے ہو ؟

شاگرد : جناب آپ ہی نے تو کہا تھا کہ مصیبت کے وقت ہمیشہ مسکرانا چاہیئے -

(محمد بلال ظفر ڈھاب کلاں)

مسئلہ

ایک اسکول کے باہر ایک پولیس کا سپاہی کھڑا ہوا تھا چار یا پانچ سال کی ایک معصوم بچی دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی اور پولیس والے کی وردی کو غور سے دیکھ کر بولی کیا آپ کانسٹیبل ہیں ؟

پولیس والے نے مسکراتے ہوئے کہا - ہاں

بچی بولی میری امی کہتی ہیں کہ اگر تم تنہا ہو اور کسی مدد کی ضرورت ہو تو کسی کانسٹیبل سے کہہ دینا پولیس والا بولا ہاں ٹھیک ہے بولو کیا بات ہے ؟

میری ناک صاف کر کے جوتے کے تسمے باندھ دیں۔

سعدیہ ایوب ضلع چکوال

استاد، چاند زیادہ اہم ہے یا [illegible]

طالب علم ! جناب چاند !

استاد ! وہ کیوں ؟

طالب علم ! اس لئے جناب کہ چاند چمکتا ہے جب ہر طرف اندھیرا ہو [illegible] اس وقت چمکتا ہے جب ہر طرف روشنی [illegible]

جج : (ملزم سے) دیکھو تم دس [illegible] لائے گئے ہو اس لئے تم پر ایک ہزار [illegible] کیا جاتا ہے -

ملزم : (ہاتھ جوڑ کر) حضور باقاعدہ [illegible] کے ساتھ کچھ نہ کچھ رعایت تو ہونی چاہئے

شارق جمیل انجم، محمود احمد پردیسی [illegible]

دوستی کی پہچان

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ [illegible] کی پہچان کیا ہے بزرگ نے فرمایا [illegible] یہ ہے کہ اپنے فائدے کی بہ نسبت دو[illegible] رضامندی کا زیادہ خواہش مند ہو جو [illegible] میں مبتلا رہا وہ نہ دوست ہے اور نہ [illegible]

مرزا عابد حسین طارق نوشہرہ

استاد ! اگر تم مغرب کی طرف چلے [illegible] پہنچو گے ؟ -

شاگرد ! جناب میں غروب ہو جا[illegible]

محمد صہیب ظفر ڈھا[illegible]

اقتباس

میرے خیال میں، بعض لوگ دریا کی مانند [illegible] کمزور ہوتے ہوتے بھی ہر کسی پر اپنا زور ظاہر [illegible] کی گہرائی کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا سمندر کی [illegible] یہ لوگ نہایت پرسکون نظر آتے ہیں اور [illegible] سمندر کی طرح راز، دکھ، غم اور درد سینے [illegible] ہوتے ہیں اس گہرائی تک رسائی ناممکن جب [illegible] کم ہوتا ہے کنارے خشک ہو جاتے ہیں جب [illegible] بندھن ٹوٹ جاتے ہیں اور غم ان راستوں [illegible] تو تب کہیں جا کر لوگوں کی اس گہرائی کا اند[illegible]

سیمی اعوان آف رہال

...ادبیات

اُمیدِ صبح

احسان الٰہی احسان - چترال

رات کے راہی چلتے رہنا
صبح کا سورج جب نکلے گا
تیری ان راہوں کے کانٹے
تیرے خون سے پھول بنیں گے
جن کو آنے والی نسلیں
زندہ جاوید کریں گی
تو ان کی سانسوں میں ہر دم
خوشبو بن کے مہکے گا
رات کے راہی چلتے رہنا

ان راہوں میں تیرے آنسو
جگنو بن کے چمکیں گے
اندھیاروں میں چلنے والے
جن کو دور سے دیکھیں گے
تیرے ان اشکوں سے اُن کی
آنکھوں کا ایوان سجے گا
رات کے راہی چلتے رہنا

غزل

ہوں تیری بے خودی کی راہوں میں
مجھ کو اپنی خبر نہیں ہوتی
جلائے اپنے اشکوں کے چراغ
تیرگی پھر بھی کم نہیں ہوتی
راتوں کو جاگ جاگ کے تارے گنوں
تجھ کو اس کی خبر نہیں ہوتی
مر گئے اسی تہمت کو اٹھائے
زندگی مختصر نہیں ہوتی
میں نے ہر سانس تیرے نام کیا
تجھ کو میری خبر نہیں ہوتی
ہے تو اداس بے قرار میرے لئے
بات جھوٹی پر سچ نہیں ہوتی

(عالیہ نورین عاجز لاہور)



عزم و عمل کا پیکر ذیشان تھے جناحؒ
آزادیٔ وطن کا بھی عنوان تھے جناحؒ
کردار ان کا آئینے کی طرح تھا منیرؔ
سچ پوچھیے تو بہترین انسان تھے جناحؒ

(منیر نوابی)



تو نے جو تجھ کو کبھی اپنا بنایا ہوتا
یہ اگر تجھ کو زمانے نے سکھایا ہوتا

بول اٹھتا تو جو میری آواز یہ اک بار
ہر بار نہ تجھ کو یوں میں نے بلایا ہوتا

جو کبھی آپ کی بھی نظر عنایت مجھ پر ہوتی
کیوں زمانے نے ہمیں یوں ہی ٹھکرایا ہوتا

تم کو چاہنے کی نہ ہوتی جو خواہش دل میں
کیوں زمانے نے مسرت کو رلایا ہوتا

(ملک تیمور مسرت آف برہال)



...ملوکیت"

...ملوکیت اسلام میں روا ہوتی
...حسین کبھی اپنا سر کٹاتے
...پڑتے لاشے شہزادوں کے
...بے پردہ بیٹیاں ہوتیں
...ج علم ہوتے
...بازو جو عباس کے قلم ہوتے
...جرأت کے نشاں ہوتے
...شجاعت کے بیاں ہوتے

...بچہ پیاسا ہوتا
...اصغر کا قصہ پیاس ہوتا
...سکینہ کی دہائی ہوتی
...بہنوں کی بھائیوں سے جدائی ہوتی

...ذکر کربلا ہوتا
...گلی گلی علی کا نام ہوتا
...گھر گھر حسین کا ماتم ہوتا
...ہوتا نہ ایک یزید حاکم ہوتا

(صفدر جھونگل)

بقیہ: قیامِ پاکستان

خدا کو پسند نہ آیا اور جنگ آزادی میں مسلمانوں کو بُری طرح شکست ہوئی اور بھاری جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی (جسے انگریز غدر کہتے ہیں) کے بعد جب انگریزوں کی کوشش سے انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا تو چند عاقبت نااندیش مسلمان بھی اس تنظیم میں شامل ہو گئے۔ کانگریس درحقیقت مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں اور انگریزوں کی پہلی مشترکہ سازش تھی جس کے ذریعہ مسلمانوں میں ان کی جُداگانہ ہستی اور قومیت کا احساس مٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی اور انہیں جتلایا گیا کہ۔

"ہندوستان میں صرف ایک نیشن (قوم) آباد ہے اور ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی ایک نیشن (قوم) کی مختلف شاخیں ہیں۔"

سر سید احمد خاں وہ پہلے مسلمان رہنما تھے جنہوں نے کانگریس کی اس سازش کو قبل از وقت بھانپ لیا تھا۔ انہوں نے اس "ایک قومی نظریے" کی نہایت پُر زور انداز میں تردید کی اور اس حقیقت کا اعلان کیا کہ ہندوستان میں "ایک" نہیں بلکہ دو قومیں آباد ہیں انہوں نے کہا کہ

"کانگریس کی یہ تجویز ایسے ملک میں جہاں "دو مختلف قومیں" مل کر آباد ہیں۔ ایک کنوئیں کا پانی پیتی ہیں، ایک شہر کی ہوا کھاتی ہیں، ایک کی زندگی دوسری پر منحصر ہے نہایت بداندیشی کی تجویزیں ہیں۔"

سر سید احمد خاں کے اس "دو قومی نظریے" کے پرچار نے زور پکڑ لیا۔ مولانا الطاف حسین حالی، نواب محسن الملک، وقار الملک، الحاج محمد اسمٰعیل خاں اور مولوی نذیر احمد نے بھی اس "دو قومی نظریے" کی پُر زور حمایت کی اور اسے برصغیر کے کونے کونے میں پھیلانا شروع کر دیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام کے ماننے والے ایک قومیت ہیں اور ہر مسلمان اس قومیت کا حصہ ہے خواہ وہ کوئی ہو جب کہ اسلام کے منکرین دوسری ملت ہیں ظاہر ہے کہ دو مختلف ملتوں کا اشتراک ناممکن تھا اور یہ دو جُدا جدا قومیتیں کسی قیمت پر بھی کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتی تھیں۔ حالانکہ گاندھی، مولانا حسین احمد مدنی، اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسے لوگوں نے متحدہ قومیت کا سالہا سال نعرہ لگایا۔ گاندھی جی قومیت اور مذہب کو لازم و ملزوم نہیں سمجھتے تھے ایک جگہ کہتے ہیں۔

"ایک نیک کام ہیں مسلمانوں کی مدد کرنا ہندوستان کی خدمت کرنا ہے اس لئے کہ مسلمان اور ہندو ایک ہی خون سے پیدا ہوئے ہیں۔"

مولانا ابوالکلام آزاد نے ارشاد فرمایا کہ

"جناح کا یہ نظریہ کہ ہندوستان میں (ہندو اور مسلمان) دو جداگانہ اقوام ہیں۔ غلط فہمی پر مبنی ہے میں اس باب میں ان سے متفق نہیں ہوں۔"

رئیس علی گڑھ اور صوبہ متحدہ کی مجلس قانون ساز کے رکن الحاج محمد اسمٰعیل خاں نے "دو قومی نظریے" کی وضاحت میں فرمایا کہ

"ہندوستان دو قوموں سے مرکب ہے جو آپس میں بالکل مختلف ہیں اور یہ اختلاف محدود امور میں ہی نہیں ہے بلکہ نامحدود ہے۔ مذہب میں اختلاف ہے خیالات میں اختلاف ہے، شجاعت اور بزدلی میں اختلاف ہے۔ مسلمان تعداد میں کم ہیں، علم و دولت میں کم ہیں، مگر اپنی اس عزت پر ایک دم فدا ہو جانے پر آمادہ ہیں جو ان کو بوجہ ہندوستان میں حکمران رہنے کے اب تک حاصل ہے۔"

اگر متحدہ قومیت کا نظریہ برقرار رہتا اسے دل و جان سے مسلمان تسلیم کر لیتے تو

(۱) مختلف قوموں کی تہذیب کو ایک جدید تہذیب کی شکل دی جاتی۔

(۲) مختلف اقوام کے الگ الگ نام باقی نہ رہتے بلکہ مشترکہ نام وطنیت کی بنا پر اختیار کیا جاتا۔

(۳) اکثریتی جماعت (ہندوؤں) کی زبان متحدہ زبان قرار پاتی۔

(۴) ایک ایسا نظام حکومت مرتب ہوتا جس میں اکثریتی جماعت (ہندو) ملک کا قانون بناتی اور مسلمانوں کو الگ قومی تشخص کی ہرگز اجازت نہ ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

متحدہ قومیت کے زہر سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ضروری تھا کہ ایک آزاد وطن کے حصول کیلئے کوشش کی جائے جہاں مسلمان آزاد طور پر اپنی زندگی گزار سکیں۔ ۱۹۳۰ء وہ تاریخی سال ہے جب ملک کی تقسیم اور مسلمانوں کے لئے ایک آزاد وطن کے مطالبے نے قومی حیثیت اختیار کی علامہ اقبالؒ نے آزاد وطن کا تصور دسمبر ۱۹۳۰ء میں الہ آباد کے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں پیش کیا جس کے وہ صدر تھے علامہ اقبالؒ نے اس جلسے میں فرمایا کہ۔

"ہندوستان میں ایک متوازن اور ہم آہنگ قوم کے نشوونما کی طرح مختلف ملتوں کا وجود ناگزیر ہے۔ مغربی ممالک کی طرح ہندوستان کی حالت نہیں کہ اس میں ایک قوم آباد ہو وہ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتی ہو اور اس کی زبان بھی ایک ہو ہندوستان مختلف اقوام کا وطن ہے جن کی نسل، زبان، مذہب سب ایک دوسرے سے الگ ہیں غور سے دیکھا جائے تو ہندوستان میں کوئی واحد الجنس قوم نہیں پس یہ امر کسی طرح بھی نامناسب نہیں کہ مختلف ملتوں کے وجود کا خیال کئے بغیر ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہندوستان قائم کریں۔"

علامہ اقبالؒ نے قائداعظم محمد علی جناحؒ سے یہ کہہ کر کہ:

"اس وقت مسلمانوں کو اس طوفانِ بلا میں جو شمال مغربی ہندوستان اور شاید ملک کے گوشہ گوشہ سے اُٹھنے والا ہے صرف آپ ہی کی ذات گرامی سے رہنمائی کی توقع ہے۔"

پورے برصغیر کے مسلمانوں کی رہنمائی کیلئے آمادہ کیا قائداعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کر کے پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو ان کے درپیش مسائل سے آگاہ کیا اور منزل مقصود "پاکستان" کے حصول کے لئے تیار کیا۔ بالآخر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں وہ مشہور قرارداد پاس ہوئی جسے "قرارداد پاکستان" کہا جاتا ہے پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے سارا ہندوستان "بٹ کے رہے گا

Weekly PREM SAGGAR CHAKWAL

فون نمبر ۲۶۶۴

اِنتباہ



دو نمبر مال نے الیکٹرونکس کی دنیا میں تباہی پھیلا دی بعض ناعاقبت اندیش دُکاندار دو نمبر مال بیچکر عوام کو دھوکا دیتے ہیں، الیکٹرونکس کا مال خریدتے وقت اصل اور نقل کی پہچان کریں اور اصل ایجنسی کا مال باضابطہ ڈیلر سے طلب کریں اور ڈیلرشپ سرٹیفکیٹ ضرور دیکھیں۔

چکوال کا واحد تقسیم کنندگان

قاضی الیکٹرو گیس کچہری روڈ چکوال

(بعد از فروخت سروس فری)

فلپس، نیشنل، سونی، اورین، کراؤن، این۔ای۔سی، میکوشارپ، سنگر، ویسٹ پوائنٹ، شارپ، کلونیئر، وولیز، پرسپٹو، کموڈور، سپر ایشیا، ڈاؤ کیٹن